REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23

جلد ۴۲ — شمارہ ۳۸

لَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر :- منیر احمد خادم

نائبین :- قریشی محمد فضل اللہ ، محمد نسیم خان

شرحِ چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک :- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک :- ۱۰ پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن ۔

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان ۔ ۱۴۳۵۱۶

۶ ربیع الثانی ۱۴۱۴ ہجری ۔ ۲۳ تبوک ۱۳۷۲ ہش ۔ ۲۳ ستمبر ۱۹۹۳ء

اخبارِ احمدیہ

لنڈن ۱۷ ستمبر : سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔

الحمد للہ

احبابِ جماعت اپنے جان و دِل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی ، درازیٔ عمر ، مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں ۔

ہر ایک فضیلت کی کُنجی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی ہے

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"مَیں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہاء معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اُس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دُنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اُس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اِس لئے خدا نے جو اس کے دِل کے راز کا واقف تھا اُس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی۔ اور اُس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے۔ اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریّتِ شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے۔ اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محرومِ ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحیدِ حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اُسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسّر آیا ہے۔ اس آفتابِ ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منوّر رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۵، ۱۱۶)

خُلاصہ خُطبہ جمعہ ۱۷ ستمبر ۱۹۹۳ء

مَیں نے اعلان کیا تھا کہ پہلے تین مہینے نو مبائعین کی تربیت پر زور دیں

اکتوبر کے آخر تک تربیت کا دَور ہے اس طرف آپ کو توجہ دلاتا ہوں !

دِلوں میں پاک تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ آپ خُدا کے پیار کی ہواؤں کے رُخ پر چلیں !

از سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے درجِ ذیل آیتِ کریمہ کی تلاوت فرمائی :-

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَلَوْ اٰمَنَ اَھْلُ الْکِتٰبِ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَکْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○

(آل عمران : آیت ۱۱۱)

پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے جب سے مَیں نے مذاہب کا آغاز کیا ہے اور اُمتوں کو دنیا کی بھلائی کے لئے نکالا ہے تم سب اُمتوں سے بہتر ہو کیونکہ تم نیکیوں کا حکم دیتے ہو اور بدیوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ اس آیت میں خصوصی نکتہ اس آیت کی ترتیب ہے۔ قرآن مجید میں ہر جگہ پہلے ایمان کا ذکر ملتا ہے پھر اعمالِ صالحہ کا۔ مگر یہاں ترتیب بدل گئی ہے۔

حضور نے فرمایا جہاں تک مرتبے کا تعلق ہے ایمان کا مرتبہ بہرحال پہلے ہے۔ اس ترتیب میں ضرور حکمت ہے۔ اس ضمن میں یاد رکھنا چاہیئے کہ نیکی کے عام کاموں میں دیگر مذاہب والے بھی شامل رہتے ہیں۔ بلکہ بعض صورتوں میں مسلمانوں سے بڑھ جاتے ہیں۔ جب اسلام اعلیٰ حالت پر تھا تو اس وقت مسلمان خدمت کے میدان میں سب قوموں سے آگے بڑھ چکے تھے تبھی ان کو خیرِ اُمت کہا گیا۔ پس خیرِ اُمت میں اعلیٰ مرتبہ بیان ہُوا ہے۔ فرمایا ہم دیکھتے ہیں کہ بسا اوقات کم ایمان والی اور بعض دفعہ بے ایمان قومیں بھی خدمت کے کاموں میں حصہ لیتی ہیں۔ مثلاً غریب کو کھانا کھلانا اچھی بات ہے۔ لیکن صاحبِ حیثیت لوگوں کو کھلانے کی تلقین کرنا سب سے افضل بات ہے۔ حضور نے فرمایا کہ نصیحت کے ذریعہ لوگوں کے مزاج بدل دینا اور اچھی اقدار قائم کرنا ایسی چیز ہے کہ کم توفیق والا صاحب توفیق کو ساتھ ملا کر توفیق کا دائرہ بڑھا لیتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اسی تعلیم کے پیشِ نظر مَیں نے ساری دنیا کو اس طرف متوجہ کیا کہ یہ احساس بیدار کرو کہ آج تاریخ میں ایک معصوم قوم (بوسنیا) ہے جس پر حد سے زیادہ ظلم ہوئے ہیں۔ اگر آج کے انسان نے اس معاملہ میں غفلت کی تو خدا کی ناراضگی کا موجب بنے گا۔ پس امر بالمعروف بہت بڑی طاقت ہے جس کا دنیا کی کوئی طاقت مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یہ عظیم الشان خدمت ہے اس میں جغرافیائی قید نہیں۔

فرمایا، خیرِ اُمت کی دوسری نشانی یہ ہے کہ

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۳ تبوک ۱۳۷۲ ہش

چھوٹے اخبارات اور گورنمنٹ کی توجہ!

جالندھر میں ۱۱ر۱۲ر ستمبر کو "آل انڈیا سمال نیوز پیپرز کونسل" کی دو روزہ میٹنگ ہوئی جس میں پنجاب کے علاوہ مختلف صوبہ جات سے اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان نے شرکت کی۔ ۱۲ر ستمبر کے روز منعقد ہونے والی دو نشستوں میں ہمیں بھی شمولیت کا موقع ملا۔ اس میں شک نہیں کہ کونسل کے صدر سردار بے انت سنگھ سرحدی اور سیکریٹری اوم پرکاش کھنہ صاحب نے دو روزہ تقریب کو کامیاب بنانے میں بڑی محنت کی جس کے لئے وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

میٹنگ میں تمام ممبران اور مہمانِ خصوصی سردار اقبال سنگھ ممبر پارلیمنٹ اِس بات پر متفق تھے کہ چھوٹے اخبارات اپنے اپنے حلقہ میں مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اور چونکہ وہ اپنے قاری اور اس کے مسائل سے بڑے اخبارات کی نسبت قریب تر ہوتے ہیں۔ اِس لئے بر وقت اور صحیح توجہ دِلاکر مسائل کے حل کی آواز اُٹھا سکتے ہیں۔ اِس طرح گویا وہ عوام کی بے لوث خدمت کر سکتے ہیں۔

اِس موقع پر اکثر مدیرانِ اخبار کو یہ شکایت رہی کہ باوجود اِس کے کہ معاشرے میں اُن کا مؤثر و مثبت کردار سب کو تسلیم ہے پھر بھی حکومت اُن کے مسائل سے عدمِ توجہی برت رہی ہے۔ نہ تو اُنھیں صحیح طور پر کاغذ ملتا ہے، نہ ہی سرکاری اشتہارات فراہم ہوتے ہیں اور نہ ہی اخبار چلانے کے لئے اگر کسی وقت آڑے وقت میں قرض کی ضرورت پیش آجائے تو رقم مُہیا ہوتی ہے۔ اکثر بڑے اخبارات ہی گورنمنٹ کی تمام تر سہولیات سے فائدہ اُٹھا جاتے ہیں۔ اِس بناء پر یہ طے کیا گیا کہ گورنمنٹ چھوٹے اخبارات کے لئے بھی اپنے اشتہارات کا کوٹہ مقرر کرے۔ ابتداء میں کم ہی سہی لیکن اُن کی تعداد معیّن کی جانی چاہیئے۔ اِسی طرح یہ بھی طے پایا کہ صحافیوں کو مفت سفر کی سہولت مہیا کی جائے۔ اُن کی سیکیورٹی کا اِنتظام کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔

جہاں تک ان حقوق کا تعلق ہے، ہم نہ صرف ان سے متفق ہیں بلکہ ہمارا کہنا یہ ہے کہ اخبارات کو تمام جائز حقوق ملنے چاہئیں۔ کیونکہ چھوٹے اخبارات مُلک و قوم کی خدمت میں کسی سے کم نہیں۔ لیکن ساتھ ہی اِس موقع پر ہم اخبارات کو اُن کے فرائض کی طرف بھی توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں۔ پہلی بات، تو یہ ہے کہ بعض لوگ صحافت کو خدمتِ خلق کے ایک مقدّس فریضے کے طور پر بجالانے کی بجائے اُسے ایک زائد کاروبار کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ نتیجہ کے طور پر گورنمنٹ یا دیگر کاروباری اِداروں سے اشتہارات حاصِل کرکے سال بھر میں صرف چند شمارے شائع کر دیئے جاتے ہیں۔ اِشتہاروں کے اِن منافع کے علاوہ سال بھر کی طباعت کے لئے دیا جانے والا کاغذ کا باقی ماندہ کوٹہ فروخت کر دیا جاتا ہے۔ بعض چھوٹے اخبارات کے مالکان کی اِس غلط روش کی وجہ سے ہی حکومت اور دیگر کاروباری اِدارے نہ صرف یہ کہ اشتہارات دینے سے کتراتے ہیں بلکہ اخبارات کو کاغذ کے کوٹے کی فراہمی میں بھی آناکانی کی جاتی ہے۔ اور بعض اخبارات کے ایسے غلط طریق کی وجہ سے باقاعدہ شائع ہونے والے اخبارات کو بھی نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔ اگر ایک صحافی خود ہی ایمانداری اور دیانتداری کے اُصولوں کو بالائے طاق رکھ دے گا تو وہ معاشرے سے بددیانتی اور کرپشن کا خاتمہ کیسے کرے گا؟ اور ایسے بد دیانت صحافی کی آواز اور قلم میں بھلا اثر بھی کیا ہوگا؟

ایک اَور تلخ بات یہ بھی محسوس کی گئی کہ آج کے دَور میں تقریر و تحریر میں ذاتیات پر حملے کو کوئی عیب نہیں شمار کیا جاتا۔ حالانکہ یہ چیز نہ صرف ناجائز بلکہ صحافتی ضابطوں کے بھی خلاف ہے۔ آپ کسی بھی سیاسی پارٹی یا حکومت پر تعمیری تنقید تو کر سکتے ہیں لیکن یہ قطعاً جائز نہیں ہوگا کہ اخلاقی و صحافتی ضابطوں کو نظر انداز کرتے ہوئے کسی کی ذات پر حملہ کر دیں۔ بعض قلم کار نہ صرف اِس بے ضابطگی کا شکار ہیں بلکہ اخلاقی و صحافتی جُرم کے مرتکب ہو کر نہایت فخر سے اپنے اخبار کو بے باک اور بے لاگ بتاتے ہیں حالانکہ اِس طرح بول کر یا ایسے لِکھ کر ہم خود کو اور قوم کو کچھ فائدہ نہیں پہنچاتے بلکہ ایسی صُورتوں میں بعض دفعہ مسائل کا حل اَور زیادہ پیچیدہ ہو جاتا ہے۔

سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے تو ہر آدمی کسی کے بھی خلاف لکھ سکتا ہے، بول سکتا ہے۔ لیکن جن کے ہاتھ میں قلم ہو اور جن کی آواز ایک وسیع طبقے تک پہنچتی ہو اُنھیں لکھنے سے پہلے کئی بار سوچنا چاہیئے کہ ایسی تحریر کے نتائج کیا نکلیں گے؟ اِن دنوں اخبارات میں جو کالم لکھے جاتے ہیں اُن میں سے بعض کے لکھنے والوں کے ذہنی مرض کے باعث تعصّب کی بُو آتی ہے۔ لیکن بڑی مُصیبت یہ ہے کہ جو خبریں شائع ہوتی ہیں اُنھیں بھی پڑھ کر ایک قاری فوراً اندازہ لگا سکتا ہے کہ اس اخبار کا ذہنی رُخ کس طرف کو ہے۔

اِس موقع پر کسی کی طرف اِشارہ کرنے یا مثالیں دینے کا وقت نہیں لیکن اتنا ضرور یاد رکھئے کہ قلم سے زخم مت لگائیے کہ اس کا زخم بہت گہرا اور بعض صُورتوں میں لاعلاج بھی ہوتا ہے۔ قلم کو مرہم بنائیے۔ اس سے زخمی دِلوں کو جوڑنے کا کام لیجئے۔ ایک صحافی کو ہمیشہ سیاست اور تعصّب سے بالا ہو کر اِنسان کو صرف اِنسان کی نظر سے دیکھتے ہوئے بے لَوث خدمت کرنی چاہیئے — اور ہمارے مُلک کو اِس وقت اس کی شدید ضرورت ہے۔!!!

(مُنیر احمد خادم)

منقُولات!

جماعتِ احمدیہ کے افراد پر حملہ

مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۹۳ء کو بعد نماز مغرب مسجد نور حلقہ النور سوسائیٹی میں دو مخالف آئے اور کسی ذمہ دار عہدیدار سے بات کرنے کو کہا چنانچہ مسجد میں موجود خُدام نے قائد خدام الاحمدیہ کو بلوایا۔ ان کے آتے ہی ان لوگوں نے کہا کہ دیکھو اب سپریم کورٹ کا فیصلہ آگیا ہے اب تمہاری خبر لیں گے۔ اسی اثنا میں پہلے سے طے شدہ پروگرام کے تحت پندرہ کے لگ بھگ افراد مسجد کے اندر گھس آئے اور موقع پر موجود خدام کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ ایک خادم سید بشیر احمد پر بیلچہ سے حملہ کیا گیا جس کے نتیجے میں وہ زخمی ہو گئے اور انہیں ہسپتال لے جانا پڑا۔ پولیس میں واقعہ کی رپورٹ درج کرا دی گئی ہے۔

مسجد احمدیہ کو نذر آتش کرنے کی کوشش

الطاف پارک لاہور کی مسجد احمدیہ میں ۲۰ جون ۱۹۹۳ء کو تین افراد بدنیتی کی غرض سے داخل ہوئے۔ اس وقت مسجد میں دو معمر احمدی مسلمان نماز ادا کر رہے تھے۔ ایک نوجوان نے ایک احمدی کے سر پر پستول تان کر اسے خاموش رہنے کو کہا جب کہ دوسرے افراد نے مسجد کو آگ لگادی اور بھاگ گئے۔

پولیس کو اطلاع دی گئی مگر انہوں نے مقدمہ درج نہیں کیا۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ ایک شخص آگ لگاتے ہوئے خود بری طرح جھلس گیا تھا۔ اسے فوری طور پر میو ہسپتال پہنچایا گیا مگر باوجود کوشش کے وہ جانبر نہ ہو سکا۔ مخالفین اس کی موت کا الزام احمدیوں پر دے رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے خلاف پراپیگنڈا

عیدالاضحٰی سے چند دن پہلے قصور پاکستان میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری نے احمدیوں کے خلاف پروپیگنڈے کی مہم شروع کی اور مطالبے کئے کہ چونکہ احمدی مسلمان نہیں ہیں اسلئے انہیں عیدالاضحٰی کے موقعہ پر جانوروں کی قربانی سے منع کرنا چاہیئے اور اسی موضوع پر پمفلٹ شائع کرکے سارے شہر میں تقسیم کئے گئے۔

۶ مئی ۱۹۹۳ کو ایک جلسہ عام بھی منعقد کیا گیا جس میں جماعت احمدیہ کے خلاف دشنام طرازی کی گئی۔

تدفین میں رکاوٹ

ایک بزرگ احمدی مکرم عمر دین صاحب ولد مولا بخش صاحب، سکنہ چک ۱۴۸ گ ب ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ مورخہ ۷ جون ۱۹۹۳ وفات پاگئے تھے۔ ورثاء تدفین کے لئے نعش گاؤں کے عام قبرستان

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۵ پر)

خطبہ جمعہ

توحید ہی میں آزادی ہے توحید کے سوا ہر چیز غلامی ہے اور ساری دنیا غلامی میں جکڑی گئی ہے

توحید کا اعمال سے اور اعمال کی تفاصیل سے گہرا تعلق ہے اس پہلو سے جماعت احمدیہ کے توحید کے مضمون کو بار بار سمجھنا اور اسے آگے بیان کرنا ضروری ہے

اگر ہم اس مضمون پر غور کرنا چاہتے ہیں تو لازماً حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرنا ہوگا ★ توحید سے متعلق آپ کے ارشادات کا مطالعہ کیا جائے ★ توحید کے نتیجہ میں آپ کا جو وجود ابھرا ہے اس پر غور کیا جائے ★ اور توحید کے لئے جیسی محبت آپ کے دل میں تھی وہ جہاں جہاں جلوہ گر ہے اُن نظاروں کو دیکھا جائے۔

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۹ وفا (جولائی) ۱۳۷۲ ہش / ۱۹۹۳ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ الانعام کی حسب ذیل آیات نمبر ۱۶۲ تا ۱۶۵ کی تلاوت فرمائی

"قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ لَا شَرِيكَ لَهُ ۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ○ قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ○

بعدہٗ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اس سفر سے واپسی کے بعد جو خدا تعالیٰ کے احسان اور رحمت سے ہر لحاظ سے بہت کامیاب رہا آج یہ پہلا خطبہ ہے جو میں اللہ کے فضل سے مسجد فضل لندن میں دے رہا ہوں۔ یہاں سے جانے سے پہلے جو خطبہ دیا تھا اس میں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تحریر

پیش کی تھی جس کے آخری حصہ سے متعلق میں نے ذکر کیا تھا کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ ان چار امور کو جو اس آخری فقرہ میں درج ہیں ایک ایک کرکے وضاحت سے جماعت کے سامنے بیان کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو تحریر پیش کی گئی تھی وہ یہ ہے:۔

"ہماری جماعت کی ترقی بھی تدریجی اور کَزَرْعٍ (کھیتی کی طرح) ہوگی اور وہ مقاصد اور مطالب اس بیج کی طرح ہیں جو زمین میں بویا جاتا ہے وہ مراتب اور مقاصد عالیہ جن پر اللہ تعالیٰ اس کو پہنچانا چاہتا ہے ابھی بہت دور ہیں۔ وہ حاصل نہیں ہو سکتے جب تک وہ خصوصیت پیدا نہ ہو جو اس سلسلہ کے قیام سے خدا کا منشاء ہے۔ توحید کے اقرار میں بھی خاص رنگ ہو۔ (یہ وہ آخری جملہ ہے جس کے چار اجزاء کو ایک ایک کرکے میں انشاء اللہ خطبات میں بیان کروں گا۔ پہلا جزء یہ ہے۔ توحید کے اقرار میں بھی خاص رنگ ہو۔ دوسرا) تبتل الی اللہ ایک خاص رنگ کا ہو (تیسرے) ذکر الٰہی میں خاص رنگ ہو۔ (اور چوتھے) حقوقِ اخوان میں خاص رنگ ہو۔"

(الحکم۔ جلد ۶ نمبر ۲۹۔ صفحہ ۵ پرچہ ۱۷ اگست ۱۹۰۲ء)

اس کا پہلا جزء کہ توحید کے اقرار میں بھی خاص رنگ ہو۔ آج کے خطبہ کا موضوع ہے آج خدا تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ یو۔کے کا سالانہ اجتماع بھی شروع ہو رہا ہے اور ان کی طرف سے بھی یہ پُر زور اصرار ہے کہ اس خطبہ میں ان کے نام بھی افتتاحیہ کے رنگ میں ایک پیغام ہو۔ اسی طرح جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کا جلسہ سالانہ آج سے زیورک میں شروع ہو رہا ہے۔ امیر صاحب سوئٹزرلینڈ نے خطبہ جمعہ میں جماعت سوئٹزرلینڈ کو یاد رکھنے کی درخواست کی ہے۔ یہ دونوں مقامات جن میں ایک جگہ اجتماع اور ایک جگہ جلسہ سالانہ ہو رہا ہے اس وقت شرک کا گڑھ بنے ہوئے ہیں۔ اگرچہ شرک بھی بظاہر ناپید ہوتا دکھائی دے رہا ہے اور دہریت میں بدل گیا ہے اور ان علاقوں میں بھاری تعداد نوجوانوں کی اور نئی نسل سے تعلق رکھنے والوں کی عملاً دہریہ ہو چکی ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ دہریت شرک ہی کی پیداوار ہے۔ شرک جب اپنے بدنتائج کو کھل کر ظاہر کرتا ہے تو جو کڑوے پھل شرک کو لگتے ہیں ان میں ایک سب سے بڑا کڑوا پھل دہریت ہے کیونکہ شرک اپنی ذات میں اس لائق نہیں کہ اس پر ایمان رکھا جائے۔ جو ایمان بھی شرک کی ملونی رکھتا ہے وہ لازماً بودا ایمان ہے اور جوں جوں قومیں اس شرک کے پہلوؤں پر غور کرتی ہیں تو طبعاً وہ ان سے متنفر ہوتی چلی جاتی ہیں اور اس کے مقابل پر پھر دہریت کے سوا اور کوئی سہارا ان کے لئے باقی نہیں رہتا اور دہریت کو اگر بنظر غور دیکھا جائے تو دہریت کا سہارا دراصل خدا کے بعد ایک ہی سہارا ہے جو باقی ہے یا تو خدا ہے یا کچھ نہیں۔ اگر کچھ نہیں تو مادہ پرستی کے سوا کچھ بھی باقی نہیں رہتا اور انسان کو اپنی زندگی کے مطالب حاصل کرنے کے لئے لازماً مادیت کی طرف جھکنا پڑتا ہے۔ پس یہ شرک کا وہ شاخسانہ ہے جو انسان کو خالصۃً دنیا کا بنا کر رکھ دیتا ہے اور خدا سے اس کا تعلق کلیۃً کٹ جاتا ہے اس پہلو سے آج کے خطبہ کا تعلق ان دونوں تقریبات سے بہت گہرا ہے یعنی

توحید کا موضوع

ہے اور ایسے ملک کے اجتماعات یا جلسے جو شرک کی آماجگاہ بنے رہے اور دہریت پر جا کر اُن کی تان ٹوٹی ان ممالک کے لئے سب سے اہم، سب سے ضروری، سب سے زیادہ زندگی بخش پیغام توحید ہی کا پیغام ہے اور اس کے بغیر ہماری دوسری تبلیغی کوششیں بالکل بے معنی اور بے حقیقت ہیں۔ ایسے لوگ جن کا خدا سے ایمان اٹھ چکا ہو، جن کا سب کچھ دنیا بن چکی ہو یہ ان سے آپ بائیبل کی رو سے خواہ عہد نامہ قدیم ہو یا عہد نامہ جدید ہو یا دیگر الٰہی کتب کی رو سے بحث کریں تو یہ ایسی بات ہے جیسے بھینس کے آگے بین بجانے کا محاورہ ہے۔ بھینس بیچاری کو کیا پتہ کہ بین کیا ہوتی ہے۔ اس لئے بہت سے احمدی ان سرسری باتوں میں جو ان قوموں کے لئے سرسری ہیں اور ہمارے لئے اہمیت رکھتی ہیں ان کے نکتۂ نگاہ سے دیکھیں تو

تو ان سرسری باتوں میں اپنا سارا وقت ضائع کر دیتے ہیں اور نتیجۃً کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے بیماری کی صحیح تشخیص ہونی چاہیئے اور بیماری کی صحیح تشخیص یہ ہے کہ توحید دنیا سے اٹھ چکی ہے اور یہی تشخیص ہے جو اس مرض کے ہر پہلو پر صادق آرہی ہے۔ یہ مذہب کے فرق کو نہیں دیکھ رہی۔ یہ وہ تشخیص ہے جو آج کل عالم پر صادق آرہی ہے۔ ہندوؤں کو دیکھیں تو وہاں سے اگر توحید کا کوئی نشان تھا تو وہ اٹھ چکا ہے یہودی بھی عملاً توحید کو چھوڑ کر مادہ پرست ہو چکے ہیں۔ مسلمانوں میں بھی کئی قسم کے شرک راہ پا گئے ہیں اور مسلمان ممالک نے اپنی بقا کو خدا کی توحید سے نہیں بلکہ دنیا کے وسائل سے اور دنیا کی مصلحتوں سے وابستہ کر دیا ہے۔ یہ شرک عدلیہ تک بھی راہ پا گیا ہے اور ہر جگہ عدلیہ کی جسٹسز اس شرک کی وجہ سے کھوکھلی ہوتی جا رہی ہیں۔ اب اوقات عدلیہ ایک فیصلہ دیتی ہے اور فیصلہ دیتے وقت اظہار ایسی زبان استعمال کرتی ہے جو اس فیصلے کو قانوناً کچھ معقولیت عطا کر دے لیکن پس منظر میں کچھ اور معبود ہیں جن کی پرستش کی جا رہی ہوتی ہے۔ کہیں یہ ایک بت ہے کہ عوام الناس کے اوپر کیا اثر پڑے گا جو ان کے فیصلے تک اثر انداز ہو رہا ہوتا ہے کہیں یہ کہ حکومت کے سربراہوں پر کیا اثر پڑے گا جنہوں نے عدلیہ پر فائز ججوں کی ترقیاں دینی ہیں۔ کسی کو مستقل جج بنانا ہے کسی کو چیف جسٹس مقرر کرنا ہے تو شرک ہی ہے جو ہر جگہ انسانی معاملات میں زہر گھول رہا ہے اور حقیقت میں قرآن کریم نے جو اس زمانے کی قسم کھائی ہے کہ جس میں گھاٹا ہی گھاٹا ہے وہ یہی زمانہ ہے اور شرک ہی ہے جس نے سارے عالم کو گھاٹے میں مبتلا کر دیا ہے۔

توحید کے متعلق اس سے پہلے بھی میں نے خطبات کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا لیکن یہ مضمون اتنا اہم ہے کہ بار بار جماعت کے سامنے پیش ہونا چاہیئے اور بڑی وضاحت کے ساتھ اس کے ہر پہلو کو جماعت کے سامنے رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اسی میں ہمارا دین ہے۔ سارے دین کا خلاصہ توحید ہی ہے۔ تبھی حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ وہ مواقع پر ۔ (اور بھی ہوں گے لیکن

دو حدیثیں

میرے پیش نظر ہیں۔ ایک موقعہ پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (اور ایک موقعہ پر ایک اور صحابی کو) نصیحت فرمائی کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں ہی سب کچھ ہے اگر تم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا مطلب سمجھ جاؤ اور اس پر قائم ہو جاؤ تو اس سے نجات وابستہ ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی نصیحت سے متعلق یہ بیان ہوا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضرت ابوہریرہؓ کو یہ اعلان کرتے سنا کہ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَدَخَلَ الْجَنَّۃَ۔ کہ جس کسی نے بھی یہ اعلان کیا یا یہ اقرار کیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ تو حضرت عمرؓ ان کو پکڑ کر (بیان کیا جاتا ہے کہ گریبان سے پکڑ کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی خدمت میں واپس لائے اور یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ جو بات کہہ رہے ہیں یہ آپ سے فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ اس سے کچھ ناواقف لوگ یا نادان لوگ (الفاظ مجھے یاد نہیں مگر بہرحال مراد یہ تھی کہ کچھ لوگ) دھوکے میں پڑ جائیں گے اور دین کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔ وہ لوگ جو اس کے مطالب کو سمجھ نہ سکیں گے وہ کچھ اور نہ سمجھ بیٹھیں چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اس عرضداشت پر حضرت ابوہریرہؓ کو اس اعلان سے منع فرما دیا۔ دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے متعلق ذکر ملتا ہے کہ ایک نوجوان صحابیؓ سواری میں آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اور ان کو آپ نے جو نصیحتیں کیں ان میں ایک یہ بھی ذکر تھا یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا۔ اس نے پوچھا کہ کیا میں اس کا اعلان کر دوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا: نہیں جو لوگ نہیں سمجھیں گے وہ عمل چھوڑ بیٹھیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ اس اقرار کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ عمل سے الگ ہو کر اقرار کیا جائے بلکہ اس اقرار کا اصل مطلب یہ ہے کہ یہ اقرار عمل میں جاری ہو جائے اور یہ اقرار اگر سچا ہو تو لازم ہے کہ عمل میں جاری ہو۔ رُک ہی نہیں سکتا۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی حقیقت میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی صداقت کا اس کی کنہ سے واقف ہوتے ہوئے اقرار کر رہا ہو۔ اس کے مضمون کو سمجھتے ہوئے اقرار کر رہا ہو اور پھر بے عمل ہو کیونکہ توحید کا اعمال سے اور اعمال کی تمام تفاصیل سے گہرا تعلق ہے۔ اس پہلو سے جماعت احمدیہ کے لئے توحید کے مضمون کو بار بار سمجھنا اور اسے آگے بیان کرنا بہت ضروری ہے۔

جو آیات میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں اب میں ان کا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے۔ قُلْ اِنَّنِیْ ھَدٰىنِیْ رَبِّیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ اے محمد! یہ اعلان کر دے کہ مجھے میرے رب نے صراط مستقیم کی طرف ہدایت دے دی ہے یا صراط مستقیم پر چلا دیا ہے۔ وہ صراط مستقیم جو ہم پانچ وقت کی نمازوں میں بار بار خدا سے طلب کرتے ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم اے محمد! تو اعلان کر کہ میں اس صراط مستقیم کو پا چکا ہوں اور وہ ہے کیا؟ دِیْنًا قِیَمًا۔ دین قیم ہے۔ مِّلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا۔ ابراہیم جو حنیف تھا اس کی ملت جس دین پر قائم تھی یہ وہ دین ہے۔ وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ اس کا تعارف اگر کرایا جائے تو اس کا خلاصہ اس سے بہتر نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی پہلو سے بھی مشرک نہیں تھا۔

اگرچہ اسلام نے جتنا توحید پر زور دیا ہے اس کا عُشر عشیر بھی دیگر مذاہب میں دکھائی نہیں دیتا مگر کسی مسلمان کا یہ دعویٰ کرنا کہ اسلام ہی نے پہلی بار توحید کو پیش کیا ہے ہرگز درست نہیں کیونکہ دین قیم جس کا اس آیت میں ذکر ملتا ہے اس کی تعریف دوسری جگہ سورۂ بیّنہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے اور وہ یہ ہے کہ

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَۃِ ۝

(سورۃ البینۃ آیت: ۶)

کہ دین قیمہ کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ تمام وہ مذاہب جن کی بنیاد کتاب پر رکھی گئی یعنی کلام الٰہی پر رکھی گئی ان تمام مذاہب کا خلاصہ یہ تھا کہ ان کو خدا تعالیٰ نے توحید اور خالص توحید پر جو حنیفاً کا پہلو رکھتی ہو۔ جس میں دین کو خدا کے لئے خالص کر دیا گیا ہو، قائم ہونے کی ہدایت فرمائی۔ پس آدم سے لے کر حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم تک ادیان کا خلاصہ یہی ہے جو دین قیمہ میں بیان فرما دیا گیا ہے۔ اس لئے یہ کہنا درست نہیں کہ صرف اسلام نے توحید کو پیش کیا۔ توحید کے بغیر تو مذہب کا آغاز ہی نہیں ہو سکتا۔ یہ وہ مذہب ہے جو اوّل بھی ہے اور آخر بھی ہے اوّل اور آخر جو خدا کی صفات بھی ہیں ان کا کامل خلاصہ توحید ہے۔ چنانچہ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو یہ حکم ملتا ہے کہ یہ اعلان کر اور کہہ کہ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وہ توحید خالص جسے دین قیم قرار دیا گیا ہے جسے حنیف ابراہیم کا مذہب قرار دیا گیا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے وجود میں کس طرح جلوہ گر ہوئی۔ اللہ فرماتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ اے محمدؐ تو اعلان کر کہ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ: میری عبادتیں اور میری تمام قربانیاں۔ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ: اور میری تو ساری زندگی، میرا جینا مرنا کلیۃً خدا کے لئے ہو گیا ہے۔ یہ توحید خالص کا طبعی نتیجہ ہے اور یہ وہ توحید خالص ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اقرار میں نہیں ٹھہری بلکہ وہ اقرار آپ کے سارے وجود میں سرایت کر گیا جب توحید خالص وجود میں سرایت کر جاتی ہے غور میں دوڑنے لگتی ہے تو کیسا وجود ظاہر ہوتا ہے یہ وہ بیان ہے جو اس آیت میں ملتا ہے کہ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ۔ تو کہہ دے کہ میری عبادت اور ہر قسم کی عبادت، میری ہر قربانی اور ہر قسم کی قربانی، میرا جینا میرا مرنا سب کچھ خدا کے لئے ہو چکا ہے۔ غیر اللہ کی ایسی نفی

ایک کامل شان کے ساتھ آپ کو دوسرے انبیاء میں بھی دکھائی نہیں دے گی مگر یہ مراد نہیں ہے کہ وہ موحّد نہیں تھے توحید نے درجہ بدرجہ ترقی کی ہے۔ رفتہ رفتہ نئی شان توحید میں پیدا ہوئی ہے۔ اس کا مفہوم زیادہ گہرائی کے ساتھ انسان کو سمجھایا گیا ہے اور وہ مقام جس پر حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم فائز ہوئے وہ توحید کا آخری مقام ہے۔ پس اگرچہ تمام انبیاء توحید کے علمبردار تھے اور توحید ہی کی طرف بلانے والے تھے مگر نبی نبی میں اس پہلو سے فرق ہے۔ پس جہاں بھی توحید کا مضمون ملتا ہے وہاں حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے علاوہ ابراہیمؑ کا نام آپ کو سنائی دے گا اور یہ

دو انبیاء

ہیں جو توحید کے مضمون میں اس درجہ کمال کو پہنچے ہیں کہ جیسے آسمان پر سورج اور چاند ہوں اور باقی سب ستارے ہیں جو دور سے ٹمٹماتے تو ضرور ہیں مگر ایسی صاف اور پاک روشنی نہیں رکھتے جیسے چاند کو عطا ہوئی یا جیسی روشنی سورج چاند کو عطا کرتا ہے۔ پس توحید کے آسمان پر جو دو سب سے بڑے نیّر ہیں اور جنہیں ہم نیّرین کہتے ہیں وہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں۔ پھر یہ بیان قُل کے تابع جاری رہتا ہے کہ اے محمدؐ یہ اعلان کر۔ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔ خلاصہ وہی ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں جس طرح پہلی آیت اس بات پر منتج ہوئی تھی کہ وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ وہی مضمون ہے جو حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کی ذات کے حوالے سے سمجھایا جا رہا ہے کہ یہ اعلان کرنے کے بعد کہ میرا سب کچھ خدا کے لئے ہو گیا، پھر خلاصہ یہ نکال کہ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اس کا کوئی شریک نہیں۔ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔ مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور مَیں پہلا مسلمان ہوں۔ پس جب مَیں نے یہ بیان کیا کہ توحید ہی میں خدا کی اوّلیت جلوہ گر ہے اور توحید ہی میں خدا کے آخر ہونے کا مضمون بیان ہوا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کی ذات کے حوالے سے یہ دونوں باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم میں پائی جاتی ہیں۔ آپ اول بھی ہیں اور آخر بھی ہیں۔ شارع بھی ہیں اور خاتم بھی ہیں۔ اس پہلو سے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں توحید نے جو جلوہ گری دکھائی ہے کسی اور ذات میں آپ کو ایسی جلوہ گری نظر نہیں آئے گی۔ قُلْ اَغَیْرَ اللّٰہِ اَبْغِیْ رَبًّا وَّھُوَ رَبُّ کُلِّ شَیْءٍ۔ کہہ دے کہ خدا کے سوا میں کسی اور کو رب بناؤں جبکہ وہ ہر چیز کا رب خود ہے وہ وجود کہاں سے ڈھونڈوں جس کا خدا رب نہ ہو۔ یہ مضمون ہے جو حقیقت میں بیان کیا جا رہا ہے۔ جدھر نظر پڑتی ہے سب کا رب خدا ہے۔ ساری کائنات میں ایک ذرّہ بھی ایسا نہیں جس کا رب خدا نہ ہو تو رب کو چھوڑ کر اُن کو مَیں کیوں رب بنا لوں جن پر ربوبیت ظاہر ہوئی۔ جب ہر جگہ وہی وہی ہے تو پھر وہی میرا رب ہے۔ اس کے سوا کوئی رب ہو نہیں سکتا۔ وَھُوَ رَبُّ کُلِّ شَیْءٍ وَلَا تَکْسِبُ کُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْھَا ×کوئی جان، کوئی باشعور ہستی ایسا کام نہیں کرے گی جس کے متعلق اس کو ذمہ دار قرار نہ دیا جائے۔ لَا تَکْسِبُ یعنی کمائے گی نہیں۔ اِلَّا عَلَیْھَا مگر اس کی ذمہ داری اس پر ڈالی جائے گی۔ پس اس شرک کے خلاف دو دلیلیں بیان فرمائی گئیں کہ خدا کے سوا کسی اور کو رب سمجھ لو۔ ہر وجود کا رب خدا ہے یہ پہلی دلیل ہے اور جو خود ایک رب کا محتاج ہو اس کو رب بننے کا حق ہی کوئی نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہر شخص کسی کو جوابدہ ہے اور اللہ کسی کو جوابدہ نہیں ہے۔ ہر شخص جو عمل کرتا ہے اس عمل کے بارہ میں اس سے پوچھا جائے گا اور اس کا اُسے خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی اور کوئی دوسری جان کسی اور جان کا بوجھ نہیں اُٹھا سکے گی۔

× اور جہاں تک رب کے سوا دوسری مخلوق یا کا ... ان کے اوپر قانون جاری ہے کہ وَلَا تَکْسِبُ کُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْھَا۔ منہ

بعض لوگ مثلاً

ہندو یہ کہتے ہیں

کہ ہم ہیں تو توحید کے قائل اور آخری صورت میں ایک ہی خدا ہے مگر یہ جو بت ہیں جن ناموں سے منسوب ہو رہے ہیں وہ چھوٹے چھوٹے ایسے خدا ہیں جو ہمارے بوجھ اٹھا لیں گے۔ ہماری طرف سے خدا تعالیٰ کے حضور شفاعت کر کے ہمارے گناہ معاف کروا دیں گے اور ان سے تعلق کے نتیجہ میں ہمیں جو فائدہ پہنچتا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسے آپ کسی سواری پر بوجھ ڈال دیتے ہیں تو یہ ہمارے لئے سواریاں سی ہیں جو ہمیں خدا تک لے کر جاتی ہیں اور ہمارے بوجھ اٹھا لیتی ہیں۔ اس قسم کے فلسفیانہ جواب دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مجھے خود تجربہ ہے۔ بہت بچپن کے زمانہ میں جبکہ میں سکول میں تھا، ایک دفعہ ڈلہوزی میں مَیں ایک خوبصورت جگہ سیر کے لئے گیا ہوا تھا اور وہاں ایک ہندو سے تبلیغی گفتگو ہو رہی تھی تو اس نے یہی بات مجھ سے کی اور وہی بات ہے جو میرے ذہن پر نقش ہوئی کہ یہ ایس طرح شرک کے لئے عذر تراشتے ہیں۔ اس نے کہا تمہارے بھی تو تمہیں خدا تک پہنچانے والے ولی ہوتے ہیں۔ یہ جو بت ہیں یہ تو صرف بعض ایسے وجودوں کی نمائندگی کرتے ہیں جو اپنے تعلق کی رعایت کرتے ہوئے اس کو خدا تک لے جاتے ہیں جو اُن سے تعلق رکھتا ہے اور یہ شرک نہیں ہے مگر قرآن کریم نے اسی مضمون کو اس طرح کھول کر بیان فرمایا ہے کہ ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہو گا۔ اور ہر جان اپنے اعمال کی خود ذمہ دار ہے۔ یہ جو پہلا اعلان ہے اس کا مشاہدہ قدرت سے تعلق ہے۔ صرف مذہبی اعمال کی بات نہیں ہو رہی بلکہ ایک دلیل ہے۔ آپ جب کائنات پر غور کرتے ہیں تو ہر چیز جو متحرک ہے اور ہر چیز جو جان رکھتی ہے وہ جو کام کرتی ہے اس کی ذمہ دار بن جاتی ہے۔ اگر کوئی جانور غفلت کی حالت میں جنگل میں زندگی بسر کرتا ہے تو شیر کا یا دوسرے جانوروں کا شکار ہو جاتا ہے۔ کوئی اندھا دھند دوڑتا ہے تو بسا اوقات گڑھوں میں گر پڑتا ہے۔ یہ تو بہت معمولی کھلی کھلی مثالیں ہیں لیکن تفصیل کے ساتھ آپ ساری کائنات سارے نظام عالم پر غور کریں تو یہی مضمون آپ کو دکھائی دے گا کہ وَلَا تَکْسِبُ کُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْھَا کوئی جان بھی ایسی دکھائی نہیں دے گی جو اپنے روزمرہ کے اعمال کی ذمہ دار نہ ہو اور جب وہ غلطی کرتی ہے اس کی سزا بھگتتی ہے۔

دوسرا پہلو

خصوصیت سے گناہوں سے تعلق رکھنے والا ہے۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔ روحانی دنیا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پہلی دلیل روحانی قانون کو تقویت دینے کے لئے اور یہ سمجھانے کے لئے قائم کی گئی ہے کہ جب تم کائنات میں یہ دیکھ رہے ہو کہ ہر شخص اپنی غلطیوں کا، اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے، جو کچھ وہ کماتا ہے ویسا ہی اس کو ملتا ہے تو یاد رکھو کہ یہی وہ قانون ہے جو مذہبی دنیا میں جاری و ساری ہے۔ لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔ یہ تمہارا وہم ہے کہ تمہارے بوجھ کوئی اور اٹھا کر چلے گا۔ قیامت کے دن ہر شخص اپنے گناہوں کا، اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہو گا اور کوئی دوسرا اس کے بوجھ اٹھانے والا نہیں ہو گا۔ یہاں تک کہ مائیں اپنے بچوں کا بوجھ نہیں اٹھا سکیں گی۔ بہنیں اپنے بھائیوں کا بوجھ نہیں اٹھا سکیں گی۔ خاوند اپنی بیویوں کے بوجھ نہیں اٹھا سکیں گے۔ ہر شخص اکیلا اکیلا رہ جائیگا اور اسی مضمون کو یوں بیان فرمایا گیا کہ جیسے تم دنیا میں اکیلے آئے تھے اسی طرح اکیلے اکیلے خدا کے حضور حاضر ہو گے اور تمہارا اور کوئی مددگار نہیں ہو گا۔ ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ مَّرْجِعُکُمْ پھر ایسی حالت میں تم نے اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ اور تمکو ان امور سے متعلق بتائیگا جن میں تم اس دنیا میں اختلاف کیا کرتے تھے۔ توحید کی یہ تعلیم قرآن کریم نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے حضرت اقدس محمدؐ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کو سکھلائی اور اس کے معاً بعد عملی طور پر توحید کا علمبردار حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کو پیش کر کے ابراہیمؑ کا حوالہ چھوڑ دیا اور تمام تر ذکر حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کا شروع ہو گیا۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا توحید کا مقام غیر معمولی تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے ذکر کے ساتھ تاریخی طور پر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام زندہ رکھا جاتا ہے اور یہ بائبل کی پیشگوئی بھی تھی کہ آئندہ آنے والا ایک ایسا نبی ہو گا جس کی وجہ سے آخرین میں تیرے نام پر سلام بھیجا جائیگا۔ پس اسی پیشگوئی کا مصداق حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بنے اور اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ اس طرح پورا فرمایا کہ توحید کے مضمون کو جہاں جہاں بھی ملتا ہے الا ماشاء اللہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کے ساتھ باندھا گیا ہے یا پہلی

صفات کے نام کے ساتھ باندھا گیا ہے۔ حنیفاً جب فرمایا جاتا ہے تو سب سے زیادہ واضح طور پر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصور ذہن میں ابھرتا ہے کیونکہ آپ کے نام کے ساتھ حنیف کے مضمون قرآن کریم نے بڑی مضبوطی سے باندھ دیا ہے یہاں تک کہ ایک ہی وجود کے دو نام بن گئے ہیں۔ ابراہیم کہہ دیں یا حنیف کہہ دیں دونوں صورتوں میں ذہن حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ پس تاریخی لحاظ سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ایک موحد کے طور پر پیش فرمایا گیا لیکن علمی تعلیم کی رو سے اور توحید کے اپنی تمام باریکیوں کے ساتھ، تمام لطافتوں کے ساتھ انسان کے وجود پر جاری و ساری ہونے کے مضمون کو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کے حوالے سے پیش فرمایا گیا ہے۔

اس پہلو سے اگر ہم اس مضمون پر مزید غور کرنا چاہتے ہیں تو لازماً ہمیں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی طرف رجوع کرنا ہوگا اور وہ دو طرح سے ہو سکتا ہے ایک یہ کہ توحید سے متعلق آپ کے ارشادات کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے دوسرے توحید کے نتیجہ میں آپ کا جو وجود ابھرا ہے، جو تشخص قائم ہوا ہے اس پر غور کیا جائے اور تیسرے توحید کے لئے جیسی محبت اور والہیت اور جیسا عشق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کے دل میں موجزن تھا وہ جہاں جہاں جلوہ گر ہے، جس وقت وہ جوش کے ساتھ ابلا ہے اور باہر دکھائی دیا ہے اور چھلکا ہے اُن نظاروں کو دیکھا جائے تو پتہ چلے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کس مرتبے اور کس مقام کے تھے اور توحید آپ کے سینہ میں کیسے ایک سمندر کی طرح موجزن تھی۔ یہ وہ پہلو ہیں جن کو احادیث کے حوالہ سے میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ یہ وہ مضمون ہے جو ایک خطبہ میں تو ختم نہیں ہو سکتا۔ کچھ حوالے چھوڑتا جاؤں گا کچھ چن لوں گا۔ اس طرح کوشش کروں گا کہ تھوڑے وقت میں اس کے تمام اہم پہلو آپ کے سامنے رکھ دوں کیونکہ اسی حوالے میں ہماری زندگی ہے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کے موحّد ہونے کے حوالے میں ہمارے تمام تر مطالب اور تمام تر مقاصد داخل ہیں اور اسی سے ہم زندگی کا راز پا سکتے ہیں یہی وہ راہ ہے جو ہمیں موت سے بچا سکتی ہے۔ یہی وہ سر چشمہ ہے جس سے پانی پی کر ہم ابدی زندگی حاصل کر سکتے ہیں اور یہی وہ ایک سر چشمہ ہے جس کی طرف دنیا کے پیاسوں کو بلا کر ہم دنیا کی پیاس بجھا سکتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم نے توحید کا جو مضمون بیان فرمایا ہے اس میں سے چند پہلو میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کیونکہ یہ وہ مضمون ہے جو بہت وسیع ہے اور بڑی کثرت سے احادیث میں اس مضمون کا ذکر ملتا ہے۔ میں نے ان میں سے چند احادیث آج کے خطاب کے لئے چنی ہیں بخاری کتاب الایمان۔ باب امور الایمان اور اسی طرح مسلم میں یہ حدیث ہے

حضرت ابوذر سے روایت ہے۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم نے فرمایا، ایمان کی کچھ اوپر ستّر یا کچھ اوپر ساٹھ شاخیں ہیں۔ (یہ جو کچھ اوپر ستّر اور کچھ اوپر ساٹھ بیان کیا گیا ہے اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ستّر یا ساٹھ سے اوپر۔ مراد یہ ہے کہ راوی جو بیان کرتا ہے وہ احتیاط کے تقاضے پورے کرتے ہوئے یہ بتانا چاہتا ہے کہ مجھے پوری طرح قطعی طور پر یاد نہیں کہ ستّر ہی فرمایا تھا یا ساٹھ فرمایا تھا لیکن میرا ذہن زیادہ ستّر کی طرف مائل ہے۔ اس لئے ستّر کے عدد کو میں پہلے بیان کرتا ہوں اور ہو سکتا ہے کہ ساٹھ فرمایا گیا ہو۔ اس کو میں قطعاً خارج از امکان نہیں کہہ سکتا۔ یہ نہیں کہہ سکتا کہ ساٹھ نہیں فرمایا تو یہ احتیاط کی طرز بیان ہے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی کچھ اوپر ستّر یا کچھ اوپر ساٹھ شاخیں ہیں) ان میں سے سب سے افضل لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنا ہے اور ان میں سے کمتر راستے میں سے تکلیف دہ چیزوں کا ہٹانا ہے اور حیاء بھی ایمان ہی کی ایک شاخ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم نے جہاں ایمان کا ذکر فرمایا ہے وہاں بظاہر توحید کی بات نہیں ہو رہی لیکن ایمان کا خلاصہ لا الٰہ الا اللہ میں بیان فرما دیا اور ایمان کی تمام شاخوں میں سب سے افضل شاخ لا الٰہ الا اللہ کو قرار دیا اور جیسا کہ بعض دوسری احادیث پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہی کی وہ شاخ ہے جس کے سائے میں باقی سب شاخیں پل رہی ہیں۔ وہ شاخیں دراصل اس ایک شاخ کے وجود کا حصہ ہیں۔ پس ایمان کی ستّر سے اوپر شاخیں ہونا اور ان میں سب سے افضل اور سب سے اہم لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا اقرار ہونا ثابت کرتا ہے کہ توحید کو ایمان میں سب سے زیادہ مرکزیت اور سب سے زیادہ افضلیت حاصل ہے۔ اس سے اوپر ایمان کی تعریف ممکن نہیں۔ پھر فرمایا اسکی کمتر شاخ تکلیف دہ چیزوں کا رستے سے ہٹانا ہے۔ درحقیقت یہ بھی توحید ہی کا پرتو ہے۔ توحید ہی کے نتیجہ میں ایمان رفتہ رفتہ بنی نوع انسان کی بھلائی میں تبدیل ہونا شروع ہوتا ہے۔ توحید ہی کے نتیجہ میں انسان سے معاملات کی تعلیم اُبھر کر سامنے آتی ہے اور پھر توحید کی پرورش سے یہ پھولتی اور پھلتی ہے۔ یہ مضمون بہت تفصیلی اور گہرا مضمون ہے۔ بہت سے ایسے حوالے قرآن کریم میں اور احادیث میں موجود ہیں جن سے قطعی طور پر یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ توحید کی نشوونما میں بنی نوع انسان کے ساتھ تعلقات کی نشوونما ہی نہیں بلکہ کل موجودات سے تعلقات کی نشوونما کا مضمون ملتا ہے یعنی یہ سب چیزیں توحید سے وابستہ ہیں اور توحید چونکہ خدا تعالیٰ کی ذات سے براہ راست تعلق کا نام ہے اس لئے سب سے بالا مضمون وہی ہے اور جوں جوں نیچے اُترتے ہیں خدمت خلق کے کاموں میں آپ داخل ہوتے ہیں۔ کچھ کام ایسے ہیں جو مثبت معنی رکھتے ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جو منفی معنی رکھتے ہیں۔ مثبت معنوں میں ایسی خدمتیں کرنا جس کے نتیجہ میں قوموں کے اخلاق درست ہوں۔ اُن کے زندگی کے تمام پہلوؤں پر نیک اثرات مرتب ہوں اور پھر خوراک وغیرہ کے ذریعہ اور دوسری امداد کے ذریعہ انسانوں کی مدد کرنا۔ یہ سارے مثبت پہلو ہیں اور منفی پہلوؤں میں یہ ہے کہ قوم کو کسی کے شر سے بچایا جائے سب سے پہلے اپنے شر سے بچایا جائے۔ پھر یہی قوم جو ہے یہ وسعت اختیار کر جاتی ہے۔ تمام بنی نوع انسان اس تعلق میں داخل ہو جاتے ہیں اور تمام بنی نوع انسان کو انسان اپنے شر سے محفوظ رکھے تو یہ بھی توحید ہی کی ایک شاخ ہے۔ پھر اس سے آگے چل کر تمام جانور اس میں داخل ہو جاتے ہیں۔ تمام ذی روح داخل ہو جاتے ہیں۔ پھر منفی پہلو جو ہیں ان میں ہر چیز سے اس کا دکھ دور کرنے کی کوشش کرنا یا ایسی چیز دور کرنا جس سے کسی کو دکھ ممکن ہے اور یہ وہ پہلو ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم ایمان کا سب سے ادنیٰ پہلو بیان فرماتے ہیں یا دوسرے لفظوں میں توحید کا سب سے ادنیٰ پہلو بھی یہ بتاتا ہے کہ ایسی چیز جس سے کسی کو تکلیف پہنچے دور کا خطرہ ہو وہ بھی رستے سے ہٹا دو تاکہ دنیا امن کا گہوارہ بن جائے۔ پس اگر آپ اس حدیث کے مضمون پر غور کریں تو

ساری دنیا کی امن کی تعلیم کا خلاصہ

اس حدیث میں بیان فرما دیا گیا ہے۔ وہ غلام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم جو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ اتفاقاً رستے کا پڑا ہوا کانٹا کسی وجود کو چبھ جائے خواہ وہ انسان ہو یا جانور ہوں وہ یہ کیسے پسند کر سکتا ہے کہ اس سے کسی دوسرے انسان کو تکلیف پہنچے اور وہ کسی کی دل آزاری کا گمان کیسے کر سکتا ہے۔ جو کانٹے کو بھی پسند نہیں کرتا جو کہیں اتفاقاً پڑا ہوا ہو گیا ہے یا رستے میں اگ گیا ہے کہ اس سے کسی چلنے پھرنے والے ذی روح کو تکلیف پہنچ جائے وہ یہ کیسے سوچ سکتا ہے کہ میں کسی کی راہ میں کانٹے بو دوں یا میرے وجود سے کسی اور وجود کو تکلیف پہنچ سکے۔ پس یہ امن کے قیام کیلئے ایک عظیم تعلیم ہے جس کا عشر عشیر بھی دنیا کو معلوم نہیں ہے۔ ان کے لئے یہ تصور ایسی بات ہے جیسے آسمان کی بلندیوں پر کوئی چیز اُڑ رہی ہے جس تک آپ کی کوئی نظر نہیں، کوئی اس سے تعلق نہیں۔ کوئی واسطہ نہیں پتہ بھی لگے کہ کوئی چیز ہے تو آپ کہہ دیں کہ ہمیں اس سے کیا، دور آسمان پر کوئی چیز بیٹھی ہوئی ہوگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی تعلیمات کے بہت سے پہلو ایسے ہیں جو آج کل کی دنیا کیلئے ایسے ہی ہیں جیسے آسمان کی بلندیوں پر نظر سے دور غائب کوئی چیز اُڑ رہی ہے اور کوئی انسان سمجھتا ہے کہ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہمیں کیا اس سے۔ ہوتی پھرے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ اس کائنات میں جو انفی اخلاق کی کائنات ہے اس میں جو آسمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کو عطا کیا گیا ہے اور جو زمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کو عطا کی گئی ہے یہ وہ زمین و آسمان ہیں جن کا آپس میں گہرا رشتہ ہے اور کوئی چیز ایسی نہیں جو آسمان پر ہو اور زمین پر اثر انداز نہ ہو یہ ویسا ہی ہے جیسے سائنس کی دنیا سے یہ ثابت ہے کہ وہ دور کی باتیں جو بیس ارب سال پہلے دنیا میں رونما ہوئی تھیں جبکہ دنیا نے اپنے آغاز کا پہلا قدم اٹھایا تھا اور پہلا سانس لیا تھا ان کا اثر آج تک دنیا پر پڑ رہا ہے اور وہ کائنات جو اپنے آخری کناروں پر مزید دور ہٹتی چلی جا رہی ہے اسکی تاثیرات بھی دنیا پر پہنچتی ہیں اور اثر انداز ہوتی ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی اخلاقی تعلیم جس بلند آسمان سے تعلق رکھتی ہے اس کے متعلق یہ کہہ دینا کہ یہ بہت دور کی تعلیم ہے۔ اس کا ہم سے کیا تعلق؟ یہ محض جاہلانہ باتیں ہیں۔ کوئی ایک چیز بھی ایسی نہیں جس کا کسی نہ کسی رنگ میں دوسری چیز سے تعلق نہ ہو۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو اس تفصیل اور گہرائی کے ساتھ پڑھنا چاہئے اور یقین رکھنا چاہئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلی ہوئی ادنیٰ سی بات بھی گہرا اثر رکھتی ہے۔ پس جس چیز کو آپ ادنیٰ سمجھ رہے ہیں یعنی کانٹے کا رستے سے ہٹانا ایک ادنیٰ سی بات ہے لیکن اس میں یہ غور کرنے کی بات ہے کہ یہ مضمون ایک اور رنگ میں سوچنا چاہئے۔ وہ رنگ یہ ہے کہ جو شخص کانٹے کی تکلیف سے بھی بنی نوع انسان کو بچانے کے لئے ایسا خواہشمند ہو کہ رستہ چلتے اپنا وقت ضائع کرے، جھک جائے اور اس کانٹے کو اٹھا کر دور کر دے وہ کیسے بے دین ہو سکتا ہے۔ اس سے دنیا کو کیسے بدامنی کا خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔ پس یہ وہ انتہائی تعلیم ہے جو آپ کے تمام اعمال پر سایہ

کیئے ہوئے ہے۔ یہ محض ایک اعلیٰ تعلیم نہیں ہے کہ صرف کانٹوں سے ہی ان لوگوں کو دشمنیاں ہیں کہ کانٹا بچھا دیں۔ مراد یہ ہے کہ یہاں تک وہ پاکدامن لوگ ہیں اور اپنے نیک نیت لوگ ہیں کہ باقی سب باتوں میں تو ان سے امن ہی امن ہے۔ رستہ پڑے ہوئے کانٹے کی تکلیف کو بھی وہ دنیا کے لیے پسند نہیں کرتے۔ پس یہ جو بظاہر ادنیٰ تعلیم ہے یہ انسان کے اعمال کی انتہائی حفاظت کرنے والی تعلیم ہے۔ اس کے تمام دوسرے ادنیٰ پہلوؤں کے اوپر یہ تعلیم نگران بن جاتی ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ حدیث مسلم۔ کتاب الایمان۔ باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ میں بیان ہوئی ہے۔

حضرت طارق بن اشیم رضؓ بیان کرتے ہیں

کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے یہ اقرار کیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور انکار کیا ان کا جن کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جاتی ہے تو اس کے جان و مال قابلِ احترام ہو جاتے ہیں اور اس کو قانونی تحفظ حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کا باقی حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہی اس کی نیت کے مطابق اس کو بدلہ دے گا۔ بہر حال کلمہ توحید پڑھنے کے بعد بندوں کی گرفت سے وہ آزاد ہے۔

یہ بہت ہی عظیم الشان تعلیم ہے اور اسکا پہلی اس تعلیم سے گہرا تعلق ہے۔ میں نے بیان کیا تھا کہ دراصل ایمان کے ضمن میں جو باتیں بیان ہوئی ہیں وہ توحید ہی کی مختلف شاخیں ہیں جن پر گفتگو فرمائی جا رہی ہے۔ یہاں ایمان کی بحث نہیں بلکہ خالصتہً توحید کی بحث ہے اور توحید کی تعریف یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ جو انسان توحید پر قائم ہو اس کا جان، مال، اس کی عزت دوسروں پر حرام ہو جاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیوں حرام ہو جاتی ہے۔ میں اگر موحّد ہوں تو میری عزت، میری جان، میرا مال، میری زندگی کی دلچسپی کی چیزیں ان غیروں پر کیسے حرام ہو گئیں جو موحّد نہیں ہیں۔ یہ سوچنے والی بات ہے ورنہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ فضول دعویٰ ہے۔ بے معنی دعویٰ ہے۔ تم توحید پہ ایمان لاتے پھرو۔ ہم پر تمہاری جان مال کیوں حرام ہو گئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ موحّد کے اوپر دوسروں کے جان و مال حرام ہوتے ہیں۔ اس کے بغیر یہ نتیجہ نکل ہی نہیں سکتا۔ حقیقی توحید پرست وہ ہے جس پر ہر دوسرے انسان کی عزت لوٹنا حرام، ہر دوسرے انسان کی جان لینا حرام، ہر دوسرے انسان کا مال کھانا حرام، اس کی ہر چیز کا وہ امین بن جاتا ہے اور یہی امانت کی روح ہے جو مقابل یہ تقاضا کرتی ہے کہ میں جب تمہاری جان مال عزت آبرو، ہر چیز کا امین بن گیا ہوں اور میری طرف سے تمہاری کسی چیز کو بھی خطرہ نہیں تو پھر تمہارا کیا حق ہے کہ تم مجھے غیر نظر سے دیکھو اور مجھے ٹیڑھی نظر سے دیکھو۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بعض نتائج اخذ فرمائے ہیں ان پہ اگر آپ غور کریں تو اُن نتائج کی دلیل آپ کے کلام کے اندر موجود ہے۔ محض دعویٰ نہیں ہے بلکہ وہ کلام اپنے ساتھ اپنی دلیل رکھتا ہے۔ فرمایا اس کا باقی حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ ایک شخص جو یہ اقرار کرتا ہے کہ خدا ایک ہے اس کا طبعی نتیجہ یہ نکلے گا کہ بنی نوع انسان کے نزدیک اُسے محترم ہو جانا چاہیئے اور اس کا ایک ایسا تشخص ابھرنا چاہیئے کہ جس کے نتیجہ میں سب دنیا سمجھے کہ اس پر ہمارا کوئی حق نہیں۔ یہ ہماری دسترس سے باہر رہنا چاہیئے۔ باقی اس کی نیت میں اگر کوئی فتور ہے تو وہ معاملہ اللہ تعالیٰ پر ہے۔ اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ وہی اس کی نیت کے مطابق اس کو بدلہ دے گا۔ کلمہ توحید پڑھنے کے بعد بندوں کی گرفت سے وہ بہر حال آزاد ہے۔ اب یہ عجیب بات ہے کہ پاکستان میں عدلیہ کی ایک کارروائی میں یہ فیصلہ دیا گیا کہ احمدیوں کو کلمہ پڑھنے کا حق ایسا ہے کہ آرڈیننس ان کو اس حق سے محروم نہیں کرتا۔ اس لیئے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کے نتیجہ میں احمدیوں کو سزا نہیں دی جائے گی لیعنی یہ ایک ایسا جرم ہے جو وہ کر سکتے ہیں لیکن انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ اس جرم کے بعد وہ ہر پکڑ سے آزاد ہو جاتے ہیں اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ غیر مبہم اعلان ہے اور ہمیشہ کے لیے یہ اعلان ہے کہ جس شخص نے کلمہ پڑھ لیا اور وہ بھی صرف کلمہ کا پہلا جزو لا الٰہ الا اللہ تو اس پر پھر تمہارا کوئی حق نہیں رہتا۔ اگر تم یہ شک کرتے ہو کہ اس نے بد نیتی سے پڑھا ہے اس لیئے اس کی جان مال اور عزت کو تحفظ نہیں ملنا چاہیئے تو اس کا جواب خود حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دے رہے ہیں۔ فرماتے ہیں اس کا حساب اب اللہ کے ذمہ ہے۔ اس کو جو حفاظت ملی ہے خدا کے نام پہ ملی ہے۔ اس بناء پر ملی ہے کہ اس نے اقرار کیا ہے کہ اللہ ایک ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں۔ اس کے بعد بندوں کی دسترس سے وہ باہر ہو گیا۔ رہا یہ کہ اس نے جھوٹ نہ بولا ہو اور جھوٹ بول کر امن حاصل کرنے کی کوشش نہ کی ہو تو فرمایا کہ اس کا بندوں سے کوئی تعلق نہیں جس کے نام پر اُسے محترم قرار دیا گیا ہے اس خدا کا یہ کام ہے، اس اللہ کا کام ہے کہ اس کے جھوٹ کی اُسے سزا دے۔ جہاں تک کلمہ توحید کا تعلق ہے تو آخری نکتہ یہ بیان فرمایا کہ

مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
حَرُمَ مَالُهٗ وَدَمُهٗ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ تعالےٰ

یعنی اس کا حساب کتاب پھر بندوں کا کام نہیں ہے۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ دل سے جھوٹ بولا تھا اور نام کسی اَور کا لیا تھا۔

ایک دوسری حدیث میں جو تفسیر ابن کثیرؒ سے لی گئی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ یہ وہ لمبی حدیث ہے جس میں

اہل نجران کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خط کا مضمون

بیان ہوا ہے۔ نجران کے عیسائیوں کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے پناہ دی تو اُن کو ایک پناہ نامہ تحریر کر دیا گیا اس میں جو باتیں مذکور تھیں ان میں دو باتیں یہ بھی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اہل نجران کو جو مذہباً عیسائی تھے ایک خط لکھا جس کا ایک حصہ یہ ہے۔

"امّا بعد! میں تم کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ بندوں کی غلامی اور پرستش سے نکل کر خدا کی بندگی اور پرستش اختیار کرو"۔ یہ توحید کا دوسرا فیض ہے جو میں آپ کے سامنے کھول کر رکھنا چاہتا ہوں۔ پہلا تو یہ ہے کہ آپ دنیا سے امن میں آجاتے ہیں اگر خدائے واحد کا اقرار کرتے ہیں تو آپ کا حساب خدا پر ہے۔ بندوں کا پھر کوئی حق نہیں کہ آپ پر زیادتی کریں اور اس میں یہ بات لازم ہے کہ آپ کسی اور پر زیادتی نہ کریں یعنی توحید کے اقرار کے نتیجہ میں پھر لازماً آپ کو ایسا ہونا پڑے گا کہ آپ کی طرف سے کسی کو کوئی شر نہ پہنچے۔ پھر فرمایا کہ توحید کا ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ بندوں کی غلامی اور پرستش سے نکل کر خدا کی غلامی اور پرستش میں داخل ہو جاؤ۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جو شخص صرف اللہ کو خدا بناتا ہے وہ تمام غیر اللہ کی عبادتوں سے آزاد کیا جاتا ہے۔ ہر قسم کی غلامیوں سے آزاد کیا جاتا ہے۔ اب یہ جو مضمون ہے یہ مزید توجہ چاہتا ہے کیونکہ ایک انسان دنیا کے قانون سے ویسے تو آزاد نہیں ہے۔ ایک انسان جو خدا تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرتا ہے اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ وہ تمام بندوں کی غلامی اور پرستش سے آزاد ہو جاتا ہے یہ کیا معنی رکھتا ہے۔ ہم لوگ اب انگلستان کے قانون کے پابند ہیں تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس نصیحت میں اور قرآن کریم کی اس تعلیم میں کہ جہاں رہو وہاں اولوا الامر کی اطاعت کرو، کیا کوئی تضاد ہے؟ انسان کیسے آزاد ہوتا ہے؟ اس مضمون کو سمجھ کر انسان کے اندر روشنی کا ایک نیا سورج ابھر آتا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ حکومتوں کی اطاعت یا قانون کی پابندیاں دراصل غلامی نہیں ہیں۔ غلامی وہ ذہنیت ہے جس کے نتیجہ میں انسان فیصلہ کرتے وقت خدا کو چھوڑ کر کسی اور طاقت کو پیش نظر رکھ کر فیصلے کرتا ہے۔ ایسی صورت میں انسان ہر کس و ناکس کا غلام بن جاتا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جسکو میں انشاء اللہ مزید تفصیل سے آئندہ خطبہ میں بیان کروں گا اور اس کو سمجھنے کے نتیجہ میں صحیح آزادی کی روح احمدیوں کو نصیب ہو گی اور احمدیوں کی وساطت سے تمام دنیا کو حقیقی آزادی کا پیغام ملے گا۔ توحید ہی میں آزادی ہے۔ توحید کے سوا ہر چیز غلامی ہے اور ساری دنیا غلامی میں جکڑی گئی ہے اس غلامی کی زنجیروں کو کیسے توڑا جائے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بیان فرمایا اور اب چونکہ وقت ہو چکا ہے اسلئے آئندہ خطبہ سے میں اس مضمون سے متعلق مزید باتیں آپکے سامنے رکھوں گا۔ ۴۴

باغ احمدیت کا ایک انمول پھول

حضرت الحاج مولانا عبدالرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ ناظر اعلیٰ سابق و امیر جماعت قادیان

از:۔ عبدالرحمٰن صاحب ذیباض کاٹھ پورہ ۔ کشمیر

خدمت سلسلہ کی غرض سے خاکسار پہلی بار دسمبر سال ۱۹۵۳ء میں قادیان وارد ہوا۔ اس وقت میری عمر ۱۳/۱۴ سال کے قریب تھی۔

سال ۱۹۵۴ء میں خاکسار کی محرر کے طور پر دفتر تحریک جدید میں ڈیوٹی لگ گئی۔ شروع میں مجھے اپنی تقرری کے سلسلہ میں آپ کے پاس (امیر مقامی اور ناظر اعلیٰ ہونے کی وجہ سے) کئی بار جانا پڑا۔ آپ کو میں نے بہت ہی ہمدرد پایا۔

آپ دفتری اوقات کے بعد بہشتی مقبرہ کو جاتے ہوئے راستہ پر لنگر خانہ کے قریب خان عبدالاحد صاحب پٹھان مرحوم درویش کے رہائشی کمرہ کے سامنے کرسی رکھ کر بیٹھے رہتے۔ خاکسار آپ کے پیر دباتا رہتا۔ آپ مجھے زریں نصائح سے نوازتے۔ کشمیر کے بارے میں پوچھتے رہتے۔ اکثر مجھ سے کہتے تھے کہ تم کشمیر کے یہاں مرکز میں نمائندے ہو۔ مجھ سے بہت محبت سے پیش آتے تھے۔ ان دنوں کشمیری سردیوں کے ایام میں مزدوری کی غرض سے پنجاب آتے رہتے۔ بعض دفعہ راستہ برف باری کی وجہ سے دو۔ دو تین تین دن بند رہتا تھا۔ ایسے غریب کشمیری مزدور جو واپس گھر جانا چاہتے لیکن ان کے پاس کرایہ نہیں ہوتا تھا آپ میری سفارش پر کرایہ کے لئے نقد رقم اور لنگر خانہ سے مفت کھانا دلواتے۔ یہ سلسلہ سالوں چلتا رہا۔

میں وقت بے وقت آپ کے مکان پر کال بیل بجا لیتا۔ آپ نے کبھی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا۔ آپ اندر سے آواز دیتے "کون ہے" آپ کی آواز گرج دار مگر پُر وقار تھی۔ میرے حاضر ہونے پر کہتے "کیا کام ہے" میں کبھی کسی کشمیری مستحق کے لئے کرایہ اور لنگر خانہ سے روٹی کے بارے میں درخواست پیش کر دیتا۔ آپ خاموشی سے لنگر خانہ میں روٹی حاصل کرنے کے لئے درخواست منظور فرماتے ہوئے خاکسار سے ضرور پوچھتے تھے "کب راستہ کھل جائے گا؟" کرایہ کے لئے بھی جو درخواست پیش خدمت کرتا اس پر بھی ہمدردانہ غور فرماتے اور کچھ نہ کچھ ضرور مدد کرتے رہتے تھے۔ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ کبھی کوئی درخواست رد کی ہو۔ مجھے جب گھر سے سیب یا اخروٹ آ جاتے تو میں تحفہ کے طور پر آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا۔ آپ سیب کو پسند فرماتے اور کھاتے وقت بہت ہی تعریف بھی کرتے اور ساتھ ہی جب کشمیر کی غربت کے بارے میں بات کرنے لگ جاتے (اس زمانہ میں کشمیر میں غربت تھی اب تو اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے) تو بہت حساس ہو جاتے۔

آپ کے ماتحت دفتر نظارت علیا میں خاکسار کو کام کرنے کا موقعہ ملا۔ آپ صبح سویرے اپنے دفتر میں آکر بیٹھے رہتے۔ میں نے اکثر دیکھا ہے آپ باہر سے آئے ہوئے خطوں کے جواب خود اپنے ہاتھ سے لکھ کر دیتے تھے۔ ان خطوں کی تعداد بھی کافی ہوتی۔ میری شادی کے موقعہ پر مبارکبادی کا خط آپ نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔

۱۹۷۱ء میں مجھے جیل جانا پڑا اس وقت بھی آپ نے میرے خطوط کا دعائیہ جواب اپنے ہاتھ سے لکھ کر دیا ہے۔

آپ غریبوں کا بہت خیال رکھتے تھے ان کی ہر طرح مدد فرماتے۔ ان میں غیر مسلموں کی بھی اکثریت ہوتی جو آپ کے پاس آپ کے دفتر میں مدد حاصل کرنے کے لئے آ جاتے تھے۔

آپ شکار کے لئے قادیان کے آس پاس گاؤں میں جایا کرتے تھے۔ آپ خود شکار کرتے تھے۔ آپ کے ساتھ اکثر مرزا محمد اقبال صاحب (ڈینٹسٹ) ہوتے تھے۔ خاکسار کو بھی بہت دفعہ ساتھ جانے کا موقعہ ملا۔ سفر پیدل ہی ہوتا تھا۔ بہت ہی محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ آپ کا نشانہ اچھا تھا۔ فائر کے بعد جب شکاری پرندے دُور دُور کھیتوں میں گرتے تو میں دوڑ کر ان کو پکڑ کر لاتا تو مجھ سے بار بار پوچھتے تھک تو نہیں گئے۔ واپسی پر ہمیشہ شکار میں اپنا پورا حصہ دیتے تھے۔

سال ۱۹۵۶ء کی بات ہے۔ قادیان کے ریتی چھلہ کے قریب "کول ڈپو" کسی غیر مسلم کا تھا۔ جہاں کشمیری مزدور کام کرتے تھے ایک دن خط لکھنے کے لئے میں ان کے پاس چلا گیا ڈپو کے مالک کا ایک سینما بھی تھا جو خیمہ میں لگا ہوا تھا۔ (آج کل اس جگہ پر بس اڈہ ہے) میں رات کے شو میں کشمیری مزدوروں کے ساتھ فلم دیکھنے گیا۔ آپ کو اس کی اطلاع ملی۔ صبح مجھے آپ کے سامنے حاضر ہونا پڑا۔ آپ نے سخت ناپسند فرمایا۔ میں شرمندہ ہو کر پسینہ پسینہ ہو رہا تھا اور آپ کے سامنے بُت بنا کھڑا تھا۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے مجھ سے کہا "پرسوں جمعہ ہے مسجد میں کھڑے ہو کر سب کے سامنے معافی مانگو"

میرے پاؤں تلے زمین نکل گئی مسجد اقصیٰ میں کھڑے ہو کر معافی مانگنا میرے بس کی بات نہ تھی۔ میں نے اپنے خشک ہونٹ ہلاتے ہوئے التجا کی کہ میرے لئے مجھے کوئی اور سزا تجویز کیجئے؟ آپ نے میری اندرونی کیفیت کو محسوس کیا۔ آپ خاموش رہے لیکن کچھ دیر کھڑا رہنے کے بعد اپنے دفتر چلا آیا۔

دوسرے دن مجھے پھر حاضر ہونا پڑا۔ آپ نے میرے لئے بہت سارے نفل ادا کرنے کے علاوہ ۵/- روپے جرمانہ کی سزا تجویز کی ان دنوں مجھے لنگر خانہ سے صرف دو وقت کی روٹی ملتی تھی اور دفتر سے ماہوار صرف ۵/- روپے ملتے تھے۔ جس میں اپنے لئے چائے اور دیگر اخراجات پورے کرنے ہوتے تھے۔ چندہ وصیت وغیرہ وضع کر کے صرف ۴/- روپے ملتے تھے۔ میں نے ۱/- روپیہ قرض لے کر ۵/- روپے داخل خزانہ کر دیئے۔ میرے لئے پورے مہینہ کے اخراجات ادا کرنے کے لئے اور کوئی وسائل نہیں تھے۔ مجھے سخت پریشانی ہوئی کہ اب مہینہ بھر کے اخراجات پورے کیسے کروں گا۔ چند دن کے بعد آپ نے مجھے اپنے پاس بُلایا۔ میں حاضر ہوا آپ نے بہت ہی نرم لہجہ میں پوچھا ۵/- روپے جمع کر دیئے ہیں۔ میں ادب کی وجہ سے بول نہ سکا۔ صرف سر ہلا کر اقرار کیا آپ نے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ پھر اپنے جیب سے ۵/- روپے نکال کر مجھے دیئے "ان سے اپنی ضرورت پوری کر لو؟" میں نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے روپے لئے۔ میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے جانے میں کب تک یوں ہی کھڑا اپنے محسن ہمدرد اور محبت کرنے والے فرشتہ نما انسان کو دیکھتا رہا۔

ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ:۔

★۔ خدا تعالیٰ کے خالص دوستوں کی یہ علامتیں ہوتی ہیں کہ ایک خالص محبت اُن کو عطا کی جاتی ہے جس کا اندازہ کرنا اس جہان کے لوگوں کا کام نہیں۔ ★۔ خدا تعالیٰ خاص طور پر اُن کا متولی ہو جاتا ہے اور جس طرح اپنے بچوں کی پرورش کرتا ہے اس سے بھی زیادہ نگاہ رحمت اُن پر رکھتا ہے۔

ذہن کے دریچوں سے خود نمائی

(پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی سویڈن)

قادیان کے جس محلہ میں ہم پیدا ہوئے اُس کا نام "دارالفضل" تھا۔ ہمارا مکان دو کمروں کا مکان تھا ایک بڑا کمرہ اور ایک چھوٹا۔ ان کے آگے ایک اور چھوٹا سا کمرہ بنا رکھا تھا جو باورچی خانہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ صحن میں آم کا درخت تھا اور وہ درخت سارے محلے کو آم مہیا کرتا تھا۔ باہر کے دروازے کے ساتھ انگور کی بیل چڑھی ہوئی تھی جس سے ایک قدرتی ڈیوڑھی سی بن گئی تھی۔ ایک طرف ملک صلاح الدین صاحب کا مکان تھا مگر ان کی دیوار نہیں مکان کی پشت ہمارے مکان سے ملتی تھی۔ دوسری طرف دو مکان تھے مکرم علی گوہر صاحب کا مکان اور آغا عبداللہ و برادران کا مکان۔ ان کا اور ہمارا کنواں مشترکہ تھا۔ علی گوہر صاحب کی قادیان میں سائیکلوں کی دکان تھی ان کے بیٹے محمد علی اور احمد علی سائیکلوں کے لئے مشہور ہوئے۔ ربوہ میں بھی گول بازار میں ان کا مکان اور دکان موجود ہے۔ آغا تو تقسیم کے بعد سندھ میں جا بسے۔ اور اب تو وہ اکثر لوگ جن کا ذکر میں نے ابھی کیا ہے۔ اس دنیا میں نہیں ہیں مگر وہ پرانی محلہ داری کا رشتہ اب بھی خانہ ان میں محبت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ وہ زمانہ ہی ایسا تھا جن لوگوں کے ساتھ ہم ایک ہی کنوئیں کا پانی پی کر پلے بڑھے اب بھی اسی طرح عزیز لگتے ہیں!

گھر کے سامنے میدان تھا جو اس وقت بہت بڑا لگتا تھا اس میں ہم فٹ بال کھیلا کرتے تھے۔ اس میدان کے دائیں بائیں جو لوگ بستے تھے وہ اب ربوہ میں بھی ہمارے دائیں بائیں بستے ہیں۔ دائیں طرف بابا ہرسیاں والے تھے غالباً فضل محمد نام تھا، بائیں طرف سڑک کے کنارے ولایت حسین کی مٹھائی کی دوکان تھی۔ ایک بڑی سی حویلی بھی بائیں طرف تھی جس میں خوب درخت اور پودے لگے ہوئے تھے اس میں چچا عبداللہ بخاری رہتے تھے ان کے دو بیٹے طاہر اور طیب تھے پتہ نہیں اب کہاں ہیں شاید کینیڈا میں کہیں آباد ہیں اللہ آباد اور شاد رکھے یہیں ایک مکان پر الفاروق کا بورڈ لگا ہوا تھا اس زمانہ میں یہ تو اندازہ نہیں تھا کہ صحافت کیا ہوتی ہے اور اخبار کسے کہتے ہیں مگر الفاروق کا بورڈ اب بھی یاد ہے۔ سڑک پار کرلیں تو سامنے کے وسیع و عریض میدان کے اس پار سکول کے بورڈنگ کی خوب صورت عمارت تھی سکول بائیں جانب تھا۔ سڑک پر حضرت میاں شریف احمد صاحب کی کوٹھی کی طرف منہ کر کے چلیں تو میدان کے بائیں تعلیم الاسلام کالج کی عظیم الشان عمارت تھی کالج کے سامنے وسیع میدان میں جلسہ سالانہ ہوتا تھا۔ میدان کے ایک کونہ میں مسجد نور مسجد نور کے ساتھ بڑ کا ایک بہت بڑا درخت تھا گھنی ٹھنڈی چھاؤں والا ہم ۱۹۵۸ میں قادیان گئے تو وہ درخت کٹ چکا تھا۔ مسجد نور کے دروازے تیں کٹے ہوئے تھے۔ کالج۔ ازبسکہ کالج تھا مگر وہ کالج والا ماحول نظر نہ آیا ؎

ہر اک مکان کو ہے مکیں سے شرف اسد
مجنوں جو مر گیا ہے تو جنگل اداس ہے

کالج کے ساتھ فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی عمارت تھی اس کے باہر ایک بہت بڑا گیس پلانٹ تھا جسے ہم اس زمانہ میں کوئی ایٹمی پلانٹ سمجھتے تھے۔ وہ ساری عمارت ہی ہمیں پراسرار لگتی تھی بارش ہوتی تو بورڈنگ کے سامنے والا میدان تالاب بن جاتا اور ہم اس میں خوب نہاتے۔ گھر سے آم لے جاتے اور تالاب میں ڈبو ڈبو کر دھوتے اور خوب کھاتے۔ بورڈنگ ہاؤس اور مسجد نور کے درمیان زراعتی فارم تھا اور اس زراعتی فارم کے ساتھ سوئمنگ پول تھا۔ اس چھوٹے سے قصبہ میں موجودہ دور کی ہر ماڈرن شئے موجود تھی۔ عجیب ماحول تھا۔ لگتا تھا قادیان اردگرد کی جہالت کے سمندر میں ابھرا ہوا ایک جزیرہ ہے بالکل الگ۔ بالکل منفرد اس زمانہ میں ہمیں یہ تو اندازہ نہیں تھا کہ قادیان کو کیا فوقیت حاصل ہے مگر اتنا ضرور لگتا تھا کہ جس چھوٹے سے قصبہ میں ہم ہیں وہ چھوٹا نہیں ہے دنیا بھر میں جانا پہچانا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ شعر کہ ؎

میں تھا غریب و بیکس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

مانسی کی بات لگتی تھی۔ اور ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اتنی مخلوق خدا، جوق در جوق وہاں آتی تھی کہ رستوں میں گڑھے پڑ جاتے تھے۔ قادیان کے صرف ایک ہی جلسہ کی یاد ذہن میں مستحضر ہے اور اس میں ہمارے حساب میں اتنے لوگ تھے اتنے لوگ تھے کہ شمار سے باہر تھے۔

قادیان میں جن بزرگوں کو دیکھا اور ان کی یاد ذہن میں رہ گئی ان میں سب سے نمایاں حضرت مولوی شیر علی صاحب ہیں حضرت مولوی صاحب کے بارہ میں مشہور تھا کہ وہ کسی کو سلام کرنے میں پہل نہیں کرنے دیتے۔ چنانچہ ہم اور ایک دو اور دوست اس تاک میں رہتے تھے کہ حضرت مولوی صاحب کو سلام میں پہل کی جائے حضرت مولوی صاحب نہایت سادہ لباس زیب تن کرتے تھے اور نرے دیہاتی لگتے تھے۔ ان کے لباس سے کوئی شخص یہ اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ یہ شخص اتنا بڑا عالم اور مترجم قرآن ہے۔ ایک روز ہم نے دور سے دیکھا کہ حضرت مولوی صاحب چلے آرہے ہیں۔ ہم ان کے گھر کے قریب کی گلی کے کونے میں دبک کر کھڑے ہو گئے کہ مولوی صاحب آئیں گے تو سلام میں پہل کریں گے۔ مولوی صاحب آتے گئے۔ آتے گئے ابھی ہم سلام کرنے کا سوچ ہی رہے تھے کہ مولوی صاحب کی آواز آئی۔ "السلام علیکم"۔ ہم نے جواب دیا ان سے ہاتھ ملایا آپ نے ہمارے سر پر ہاتھ پھیرا دعا دی۔ ہم بچے پنگان کا منہ دیکھنے لگے کہ انہیں کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ ہم کونے میں دبکے کھڑے ہیں۔ پوچھ ہی بیٹھے مولوی صاحب نے فرمایا: میں گلی کا موڑ مڑنے سے پیشتر سلام کہنے کا عادی ہوں۔ آپ جواب نہ دیتے تو کوئی فرشتہ تو جواب دیتا! اب ایسے لوگوں کو آدمی فرشتہ نہ کہے تو کیا کہے؟

دوسرے بزرگ جو یاد آتے ہیں وہ حضرت سید سرور شاہ صاحب ہیں شاہ صاحب، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی قادیان سے غیر حاضری کے دوران جمعہ اور نمازیں پڑھایا کرتے تھے۔ ہم لوگ گھر سے بےفکر ہو کر چلتے کہ کتنی بھی دیر سے جائیں گے۔ نماز تو مل ہی جائے گی۔ شاہ صاحب قبلہ بہت لمبی نماز پڑھاتے تھے مگر ہمیں مزا آتا تھا نماز کا تو شاید اتنا نہیں جتنا اس بات کا کہ گھوم پھر کر واپس آجائیں گے تو بھی وہی رکعت ہوگی! ان کا جبہ بھی یاد ہے ہمیشہ بڑا سا جھا بڑ جھلا جبہ پہنتے تھے سر پر بہت بڑی پگڑی باندھتے تھے جبہ اور پگڑی کے بغیر ان کا دیکھنا یاد نہیں پڑتا۔

محلہ کے بزرگوں میں سے طلبیہ عجائب گھر والے حکیم عبدالعزیز خان صاحب بہت یاد ہیں اس لئے کہ انہوں نے اپنے گھر میں طب کی تمام قسم کی جڑی بوٹیاں اور دوائیں جمع کر رکھی تھیں مگر ہمیں ان کی جڑی بوٹیوں سے زیادہ ان کی زعفرانی چائے اور کوزہ مصری پسند تھی۔ یاد نہیں پڑتا کہ ہم آٹھ دس بچے بھی اکٹھے ہو کر ان کے گھر گئے ہوں اور انہوں نے کبھی ایک بار بھی ہمیں چھوڑا ہو یا کوزہ مصری کی ڈلی دیئے بغیر واپس جانے دیا ہو۔ عجیب محنتی بزرگ تھے اپنے حال میں مگن ان کا مکان بھی بہت بڑا تھا اور عجائب گھر ہی لگتا تھا۔

اپنے محلہ کے ڈاکٹر محمد طفیل صاحب بھی یاد ہیں۔ سڑک کے کنارے ان کا گھر تھا اور وہاں سے نکل کر تیز تیز چل کر نماز پر جانے کے لئے مسجد نور میں جایا کرتے تھے بوڑھے تھے مگر خوب مستعد تھے نماز بھی سنوار کر مگر جلدی پڑھاتے تھے حضرت سید سرور شاہ صاحب کی ضد تھے۔

قادیان اپنی سپورٹس کے لئے بہت معروف تھا۔ قادیان کی فٹ بال، ہاکی اور والی بال کی ٹیمیں بہت مشہور تھیں ہاکی کا ایک میچ یاد ہے اس میں ہاکی میں انڈیا کا نمبر ون، دھیان چند بھی شاید آیا تھا دھیان چند کو ہاکی کا جادوگر کہا جاتا تھا۔ بہرحال ذہن میں یہ تاثرات اب تک موجود ہے کہ وہ شاید کسی ٹیم کے ساتھ آیا تھا یا اکیلے آیا تھا، مگر اس کے آنے کا مدتوں چرچا رہا تھا۔

بابا فضل محمد ہرسیاں والے کے بیٹے چچا عبداللہ کی سوڈا واٹر کی دکان تھی۔ بنٹے والے رنگ برنگ مزیدار بوتلیں بھرتے تھے۔ ہم لوگ عیاشی کرتے تھے جتنی چاہتے پی جاتے۔ چاچا کبھی پیسے لیتے کبھی نہ لیتے۔ ربوہ میں آکر بھی چاچا عبداللہ نے بوتلیں بھرنے کا کام شروع کیا مگر زمانہ بدل گیا تھا اس کے کام نہ چلا۔ اور پھر کوکا کولا کیا آیا ایک سے ایک کولا نکل آیا۔ شریف لوگ شکر کے شربت کو بھی شکر کولا کہنے لگے۔ چچا عبداللہ اس طوفان میں کہاں ٹھہرتے؟ سوڈا واٹر کی بساط ہی لپیٹ دی۔

چاچا عبدالرحیم دیانت قادیان ہی میں درویش

ہو گئے۔ اور وہیں پیوند خاک ہوئے ان کا مکان ربوہ میں ہماری ہی گلی میں ہے ان کی بیٹی امتہ الباری ہمارے اورینٹل کالج میں پڑھیں اور اردو میں ایم اے کیا۔ آج کل کراچی میں ہیں اور کبھی کبھی شعر بھی کہتی ہیں۔

ہم لوگ اس گھر میں جو پتہ نہیں کس کا تھا، پھوپھا جی کا یا دادا جی کا یا ابا جی کا اکٹھے رہتے تھے۔ دادا، دادی، پھوپھا جی پھوپی جی، حضرت مولوی غلام نبی احمدیؓ، بھائی میاں محمد نعیم، جب وہ بیاہے گئے تو ان کی بیگم آپا امتہ السلام۔ کبھی یہ احساس نہیں ہوا تھا کہ مکان چھوٹا ہے یا لوگ زیادہ ہیں۔ سب لوگوں کی سمائی رہتی تھی، ہاں ۱۹۴۶ میں ابا جی نے دار العلوم میں نئے مکان کی بنیاد رکھی۔ چاچا جی عبد اللطیف ٹھیکیدار نے کہا اس میں ... ۲۳ اینٹیں لگیں گی۔ چنانچہ ۱۹۴۷ میں مکان مکمل ہوا تو پوری ... ۲۳ اینٹیں لگیں۔ یہ اندازہ اتنا صحیح تھا کہ ہم لوگ مدتوں حیران ہوتے رہے۔ آج کل تو بڑے بڑے ماہروں کے اندازے غلط ہو جاتے ہیں۔ ہم لوگ اس مکان میں شاید ایک ہی مہینہ رہے ہوں گے کہ تقسیم ہو گئی۔ ہماری امی مرحومہ کو اپنے مکان کا شوق تھا۔ ایک مہینہ اس میں رہ کر دیکھ لیا۔ ربوہ میں تو وہ بیچاری اس جہان ہی سے گذر گئیں اپنی امی کا چہرہ یاد آتا ہے تو آنکھوں میں سرسوں ہونے لگتی ہے۔ اتنی کمزور اور اتنی زرد تھیں کہ کیا کہوں؟ ۱۹۵۱ میں ان کا انتقال ہوا تو ان کی عمر ۳۱ برس تھی۔ تیرہ یا چودہ برس کی عمر میں بیاہ کر قادیان آئیں۔ میں ان کا پہلا بچہ تھا جو بچ رہا ورنہ مجھ سے پہلے کئی بچے سنور ہی میں ضائع ہوئے۔ پھر اللہ نے ایک بھائی اور دو بہنیں اور دیں ایک بہن تو تقسیم سے صرف ایک مہینہ پہلے پیدا ہوئی۔ اللہ کے فضل سے سب حیات ہیں۔ مگر ہماری امی تو بیچاری رستے ہی میں رہ گئیں بچوں کی خوشیاں نہ دیکھ پائیں۔

ہماری امی کی وفات کے بعد ابا جی نے ہماری خالہ سے شادی کر لی۔ اللہ انہیں خوش و خرم رکھے خالہ نے ہمیں کبھی یہ احساس نہ ہونے دیا کہ وہ ماں نہیں خالہ ہیں۔ ماں ہی بن کر رہیں۔ ایک بھائی اور ایک بہن اللہ نے ان کے بطن سے دیئے اور بھائی بھی عزیزی نسیم مہدی جیسا۔ جس پر ہم سب بہن بھائیوں کو فخر ہے بات سے بات نکلی۔ عزیزی مہدی نے میٹرک کے امتحان میں بہت اچھے نمبر لئے غالباً سکول میں اوّل رہا اور ضلع میں بھی نمایاں پوزیشن حاصل کی۔ ابا جی اسے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی خدمت میں لے گئے کہ حضور اس کے مستقبل کے بارہ میں کیا ارشاد ہے؟ حضور نے فرمایا جامعہ میں داخل کرا دیں۔ چنانچہ مہدی جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہو گیا اور وہاں بھی اپنا امتیاز برقرار رکھا۔ مہدی کے بعض ساتھیوں کو بہت افسوس ہوا کہ اتنا ذہین فطین لڑکا جامعہ میں کیوں بھیج دیا گیا ہے چنانچہ اس کے دوستوں میں سے ایک دوست، عزیزی نسیم احمد ابن مکرم ماسٹر علی مہر صاحب بی اے بی ٹی و برادر مکرم عبد السلام اختر، نے ایک شعر کہہ کر مہدی کو بھیجا۔

فَعَلَ۔ فَعَلَا۔ فَعَلُوا۔ فَعَلَتْ!
مہدی نوں اوہدے ابا جی نے جامعہ وچ گھل تا!

اس شعر کی ہم نے بھی بہت داد دی۔ مگر ہم اس کے جامعہ جانے کے پس منظر سے آگاہ تھے اس لیئے ہم نے اور کچھ نہیں کہا وہ کالج میں آ کر کیا تیر مارتا؟ زیادہ سے زیادہ ڈاکٹر بن جاتا! مگر اب جو امتیاز اسے سلسلہ کی خدمت کا حاصل ہے وہ اسے کہاں سے ملتا؟

قادیان کا فروٹ فارم بھی یاد ہے ہمارے دادا، فضل محمد خان اور تایا احمد خان، عمر بھر خاندان والوں کی دربانی کیا کیئے اس لیئے ان کے لحاظ ملاحظہ میں ہم لوگ فروٹ فارم میں بھی جا پہنچتے تھے۔ آموں کے درخت یاد ہیں مگر آم توڑتا یاد نہیں مگر خوبصورت روشیں، چھلدار درخت، پانی دینے کی نالیاں، خوب بنا سنورا باغ تھا۔ مدتوں بعد عبد المجید سالک صاحب کا مقالہ پڑھا تو وہ سارا باغ آنکھوں کے سامنے گھوم گیا۔ سالک صاحب نے لکھا تھا کہ: قادیان سے مرزا بشیر احمد صاحب نے جنہیں قادیان والے قمر الانبیاء کہتے ہیں، آم بھیجے ہیں۔ نہایت لذیذ اور مزیدار یہ آم کھانے کے بعد تو ہم بھی مرزا بشیر احمد صاحب کو قمر الانبیاء کہنے کو تیار ہیں۔" انبہ سے امیر مینائی یاد آئے، حضرت خان مختار احمد صاحب شاہجہانپوری کے استاد تھے فرماتے ہیں۔

آم کی تعریف کوئی کیا کرے
اس میں لٹکے ہیں ہزاروں انبیہؔ!

؎ انبیہ، انبہ کی جمع ہے، نبی کی جمع نہیں ہے۔

تبلیغی و تربیتی مساعی

بہالہ میں جلسہ تقسیم انعامات

مورخہ ۷ر اگست کو مسجد احمدیہ بہالہ میں کامیاب ہونے والے طلبا کو انعامات دیئے جانے کی تقریب منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم خوانی کے بعد خاکسار نے علم حاصل کرنے کے فوائد اور اسلامی احکامات کو پیش کیا۔ بعدہ محترم جناب محمد مشرق علی صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ نے خطاب فرمایا اور کامیاب ہونے والے طلبا کو انعامات تقسیم کیئے۔ بعد دعا یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی جماعت احمدیہ بہالہ کی طرف سے حاضرین کے تواضع کا بھی انتظام کیا گیا

تربیتی اجلاسات

مورخہ ۸ر اگست ساڑھے دس بجے محترم ظفر احمد صاحب نیو انڈیا کے مکان پر انصار اللہ و خدام الاحمدیہ کلکتہ کے زیر اہتمام مشترکہ جلسہ ہوا جس کی صدارت محترم مشرق علی صاحب امیر جماعت احمدیہ نے کی۔ ابتداء میں مجلس سوال و جواب منعقد کی گئی۔ تلاوت مکرم منظور احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے کی جبکہ نظم مکرم ابرار احمد صاحب نے پیش کی بعدہ مکرم محمد فیروز الدین صاحب زعیم انصار اللہ مکرم منظور عالم صاحب قائد مجلس خاکسار حمید الدین شمس مبلغ سلسلہ اور محترم محمد مشرق علی صاحب امیر جماعت نے احباب کو مخاطب کیا اور دعا کے بعد اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ محترم ظفر احمد صاحب نیو انڈیا نے جملہ حاضرین کی تواضع کا انتظام فرمایا تھا۔

۱۵ر اگست کو مسجد احمدیہ میں ساڑھے دس بجے محترم محمد مشرق علی صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ کی زیر صدارت جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت مکرم عبد العزیز صاحب نے کی جبکہ نظم مکرم اسماعیل احمد صاحب اڑلیسہ نے پڑھی ازاں بعد مکرم سید محمود احمد صاحب کی خدمت میں محترم امیر صاحب کلکتہ نے موصوف کو یو۔ کے کے جلسہ سالانہ میں شمولیت پر مبارکباد پیش کی ازاں بعد مکرم سید محمود احمد صاحب نے لندن جلسہ سالانہ کے چشم دید حالات جو نہایت ایمان افروز تھے بیان کیئے اور حاضرین کے استفسارات کا آپ نے جواب دیا۔ خاکسار کی تقریر کے بعد محترم امیر صاحب نے افراد جماعت کو نصائح کیں۔ اس جلسہ کے بعد خدام و انصار نے مسجد کے صحن میں وقار عمل کیا اور بعدہ مکرم زعیم صاحب کی طرف سے حاضرین کی تواضع کا انتظام کیا گیا

جلسہ سالانہ یو۔ کے میں حضور پر نور کے عظیم الشان اور پر معارف خطابات بذریعہ ٹیلی ویژن افراد جماعت انصار خدام لجنات ناصرات اور اطفال نہایت انہماک سے نصف شب تک ذوق و شوق سے سماعت فرماتے رہے بلکہ کلکتہ کے گرد و نواح کی جماعت کے افراد سو سو کلو میٹر دور سے حاضر ہو ہو کر استفادہ کرتے رہے۔ اور رات کو ان افراد جماعت کا قیام مسجد احمدیہ میں رہا۔ اور بعد نماز فجر خاکسار درس دیتا رہا اور مجلس سوال و جواب بھی منعقد ہوتی رہی غیر از جماعت افراد بھی حضور انور کے خطابات سے استفادہ کرتے رہے جبکہ کلکتہ کے کثیر الاشاعت اخبارات میں جلسہ کی کارروائی کی خبریں آتی رہیں جو تبلیغ کا موثر ذریعہ ثابت ہوئی اس کے علاوہ متعدد افراد جماعت نے غیر از جماعت کو پیغام حق پہنچایا گیا۔

الحمد للہ اگست کے پہلے ہفتہ کلکتہ اور گرد و نواح میں دس افراد نے احمدیت کو قبول کیا اللہ انہیں استقامت عطا فرمائے۔

محترم امیر صاحب نے دیجے بنک کے منیجر اور اسٹیٹ بنک آف انڈیا کے منیجر نیز ایک سابق منسٹر آف بنگال کو لٹریچر دیا اور احمدیت کا پیغام حق پہنچایا گیا۔

(حمید الدین شمس مبلغ انچارج مشن بنگال)

سانحہ ارتحال

افسوس کہ چوہدری غلام مجتبیٰ صاحب ایڈووکیٹ لاہور ابن ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب مرحوم جو خاکسار کے ماموں زاد بھائی تھے اور علاج کے لیئے امریکہ گئے ہوئے تھے ماہ جون ۱۹۹۳ء کے وسط میں وہاں انتقال کر گئے یہ مرحوم میاں محمد دین صاحب واصلباقی نویس جنہوں نے اوائل درویشی کے زمانے میں قادیان میں وفات پائی تھی کے پوتے تھے اسی طرح میرے ماموں چوہدری غلام یاسین صاحب سابق مبلغ امریکہ بھی فروری ۱۹۹۳ میں وفات ۲۴ پا گئے ہیں مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات نیز پسماندگان کے صبر جمیل کے لیئے درخواست دعا ہے۔ خاکسار۔ (ڈاکٹر) محمد اسحٰق خلیل زیورک سوئٹزرلینڈ)

ہفتہ قرآن مجید کا بابرکت انعقاد

✿ جماعت احمدیہ سہری کے تحت ۹ تا ۱۵ جولائی نہایت شان سے احمدیہ مسجد میں ہفتہ قرآن مجید منایا گیا بعد نماز مغرب و عشاء تلاوت و نظم کے بعد روزانہ تقاریر ہوئیں۔ کثیر تعداد میں احمدی مرد و زن نے شرکت کی جبکہ کچھ غیر احمدی حضرات نے بھی جلسہ سنا۔

✿ احمدیہ مسجد پینگاڈی میں ہفتہ قرآن مجید ۲۰ تا ۲۶ جولائی کو منایا گیا جس میں قرآن مجید کی خوبیوں و برکات پر تقاریر اور نظمیں پیش کی گئیں۔

✿ ماہ جولائی میں ہی احمدیہ جماعت منارگھاٹ نے ہفتہ قرآن مجید شاندار طریق سے منایا اور مختلف موضوعات پر تقاریر اور نظمیں ہوئیں جس میں کثیر تعداد میں احباب و مستورات نے شرکت کی

✿ جماعت احمدیہ کوڈیا تھور نے ۲۰ تا ۲۶ اگست کو ہفتہ قرآن مجید منایا تلاوت و نظم خوانی کے بعد قرآن مجید کی برکات۔ خصوصیات۔ پیشگوئیاں اور تعلیمات پر تقاریر ہوئیں۔

✿ جماعت احمدیہ سرباگنی کے تحت ۲۰ تا ۲۶ جولائی ہفتہ قرآن مجید منایا گیا تمام افراد جماعت نے جلسوں میں شرکت کی قرآن مجید کے فضائل و برکات اور اس کی تعلیمات پر تقاریر ہوئیں دوران ہفتہ قرآن مجید پڑھانے کا خصوصی انتظام کیا گیا۔

✿ جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ نے یکم تا سات جولائی ہفتہ قرآن مجید کا انعقاد کیا دوران ہفتہ اس امر کا جائزہ لیا گیا کہ کتنے افراد خدام انصار اطفال اور لجنہ کو قرآن مجید ناظرہ و ترجمہ آتا ہے بعد ازاں قرآن مجید سکھانے کی کوشش کی گئی اسی طرح بعد نماز عصر مختلف عنوانات کے تحت قرآن مجید کا درس دیا گیا۔

✿ ہفتہ قرآن مجید کے سلسلہ میں ۱۱ جولائی کو دہلی میں ایک جلسہ منعقد ہوا تلاوت و نظم کے بعد مختلف عنوانات کے تحت تقاریر ہوئیں۔

✿ جماعت احمدیہ کیرنگ نے ماہ جولائی میں ہفتہ قرآن مجید منایا روزانہ بعد نماز مغرب و عشاء حلقہ واری اجلاس ہوا مقررین نے فضائل قرآن مجید احکامات اور خوبیوں پر معلوماتی تقاریر کیں مجلس خدام الاحمدیہ کے تحت قرآن مجید پڑھنے اور عمل کرنے کے لئے کوشش کی گئی اختتامی اجلاس کے آخر پر شیرینی تقسیم کی گئی۔

✿ جماعت احمدیہ مرکرہ نے ہفتہ قرآن مجید کے سلسلہ میں ۱۸ جولائی کو ایک جلسہ منعقد کیا تلاوت و نظم خوانی کے بعد قرآن مجید کی برکات اور احسانات پر تقاریر ہوئیں۔

✿ جماعت احمدیہ بنگلور نے ۱۱ جولائی کو بعد نماز عصر ایک جلسہ منعقد کیا تلاوت و نظم خوانی کے بعد لقائے الٰہی کے متعلق قرآن کریم کی رہنمائی قرآن مجید کے دنیا پر احسانات اور عالمگیر شریعت کے عنوانات کے تحت تقاریر ہوئیں۔ دوران ہفتہ افراد جماعت نے تلاوت قرآن مجید پر بالخصوص زور دیا۔

✿ جماعت احمدیہ عثمان آباد نے مسجد بیت الغالب میں یکم تا سات جولائی ہفتہ قرآن مجید منایا روزانہ بعد نماز مغرب تا عشاء پروگرام جاری رہا جس میں قرآن مجید کے محاسن و فضائل بیان کئے گئے اطفال نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

✿ جماعت احمدیہ بھدرک نے ۳ تا ۹ جولائی ہفتہ قرآن مجید منایا روزانہ بعد نماز مغرب ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں فضائل شان و عظمت قرآن پر تقاریر ہوئیں انصار خدام و اطفال نے بکثرت اجلاسات میں تقاریر کیں۔

✿ جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائنز نے ماہ جولائی کے پہلے ہفتہ میں ہفتہ قرآن مجید منایا روزانہ بعد نماز مغرب و عشاء جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد ہر روز دو تقاریر ہوئیں۔ کثیر تعداد میں احمدی و غیر احمدی احباب و خواتین نے اجلاسات سے استفادہ کیا۔ اجلاس کے اختتام پر شیرینی بھی تقسیم ہوئی۔

✿ جماعت احمدیہ ساگر نے ہفتہ قرآن مجید ماہ جولائی میں منایا تلاوت و نظم کے بعد سات تقاریر ہوئیں اور قرآن مجید کی تعلیمات و فضائل بیان کئے گئے آخر پر تمام احباب میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

✿ جماعت احمدیہ امروہہ نے ۳ تا ۸ جولائی ہفتہ قرآن مجید منایا روزانہ بعد نماز فجر قرآن مجید کا درس دیا گیا بعد نماز ظہر اطفال کی تعلیم القرآن کلاس لگائی گئی ۸ جولائی کے بعد نماز جمعہ جلسہ منعقد ہوا کثیر تعداد میں احباب جماعت و مستورات نے شرکت کی (باقی صفحہ ۱۲ پر)

بالسو میں نئی مسجد احمدیہ کا سنگِ بنیاد

۲۲ اگست ۹۳ء کو بالسو (کشمیر) میں ایک نئی مسجد احمدیہ کا سنگ بنیاد رکھنے کے سلسلہ میں ایک پُروقار اور مقدس تقریب کا انعقاد عمل میں آیا۔ گاؤں کے احمدی غیر احمدی مسلمان نیز جماعت احمدیہ یاری پورہ و چیک ایرچھو سے احباب کثیر تعداد میں شریک ہوئے تقریب کی صدارت محترم و مکرم عبد الحمید صاحب ٹاک امیر جماعت احمدیہ جموں و کشمیر نے کی۔ مکرم مولوی امداد علی صاحب کی تلاوت قرآن مجید کے بعد عزیزم نذیر احمد صاحب گورنے نے کلام سیدنا حضرت مسیح موعودؑ پڑھ کر سنایا۔ بعدہ مکرم غلام نبی صاحب ناظر نے اس مسجد کے بارے میں لکھی ایک نظم ؎

"چلو ہم بالسو میں اک نئی مسجد بنائیں گے"

ترنم سے پڑھی بعدہ محترم امیر صاحب نے دُعا کرائی۔ اور پھر سب سے پہلے بنیاد میں پتھر نصب فرمایا بعد ازاں علی الترتیب خاکسار نے صدر جماعت کی حیثیت سے بالسو کے معمر ترین غیر احمدی بزرگ محترم عبد الاحد کھانڈے صاحب مقامی صدر لجنہ اماء اللہ و قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور زعیم انصار اللہ اور بعض معمر مرد و زن نے بھی اپنی طرف سے ایک ایک پتھر نصب کیا۔ اس طرح یہ تقریب پُرامن اور پُروقار ماحول میں انجام پذیر ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

(عبد الرحیم — صدر جماعت احمدیہ بالسو۔ کشمیر)

چلو ہم بالسو میں اک نئی مسجد بنائیں گے!

(۱)

سعادت سے ہے پُرتقریب حق کر ہم منائیں گے — خدا کا گھر ہے ہم توحید کے ہی گیت گائیں گے
ہم اپنے ہاتھوں میں پرچم رسالت کا اُٹھائیں گے — چمن میں ان گنت گل دین احمدؐ کے کھلائیں گے
ہر اک تاریک رہ پر موڑ پر شمعیں جلائیں گے
چلو ہم بالسو میں اک نئی مسجد بنائیں گے

(۲)

ہمیں اسلام کی خاطر ہے مال و جاں فدا کرنا — محمد مصطفیٰؐ سے ہے وفا کرنا سدا کرنا
مسیح وقت کے احکام کی ہے اتباع کرنا — خلافت کی اطاعت کا فریضہ ہے ادا کرنا
رضا مولا کی حاصل ہو ہم اپنا خون بہائیں گے
چلو ہم بالسو میں اک نئی مسجد بنائیں گے

(۳)

جہاں میں ہم کو نور انسانیت کا عام کرنا ہے — مٹے نفرت محبت عام ہو وہ کام کرنا ہے
کہ ہم کو احمدیت کا دو بالا نام کرنا ہے — مطیع عزم خود یہ گردش ایام کرنا ہے
یہاں مسجدوں میں گر کر آنکھیں سورج سے ملائیں گے
چلو ہم بالسو میں اک نئی مسجد بنائیں گے

(۴)

الٰہی یہ ہماری کاوشیں منظور فرمانا — ہمیں منزل پہ اپنی رہنمائی میں ہمیں پہنچانا
لباس اتقا ہر وقت ہم کو خوب پہنانا — اور عظمت خدمت انسانیت کی ہم کو سمجھانا
ہم اپنی عید ناظر کامیابی کی منائیں گے
چلو ہم بالسو میں اک نئی مسجد بنائیں گے

بالسو یاری پورہ تحصیل کولگام کشمیر میں اگست ۱۹۹۳ء کو نئی مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کی پُروقار تقریب پر مکرم غلام نبی ناظر نے یہ اشعار پیش کئے۔

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی وصیت پر کسی شخص کو کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو مطلع کرے۔

(سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر ۱۴۹۵۵ :- میں جانہ بیگم زوجہ مکرم ملک عبدالرحمٰن صاحب قوم بیگ پیشہ خانہ داری عمر ۵۵ سال پیدائشی احمدی ساکن آسنور ضلع اسلام آباد صوبہ جموں و کشمیر بھارت بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۷/۹۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ مجھے اپنے خاوند کی طرف سے شرعی لحاظ سے درج ذیل جائیداد کا ۱/۸ حصہ ملے گا۔ میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میرے پاس کوئی جائیداد نہیں ہے۔ خاوند کے جائیداد کی تفصیل مع موجودہ قیمت درج ذیل ہے۔

(۱) آبی اوّل میروڑی ۸۴ مرلے موجودہ قیمت -/۲۱۲۴۰ (۲) ھریخ ڈار باغ چھل ۲۴ مرلے موجودہ قیمت -/۱۲۰۰۰ (۳) پھل آبی دوم باغ ۱۲ مرلے موجودہ قیمت -/۴۸۰۰ (۴) آبی واڑی ۴/۱ مرلے موجودہ قیمت -/۱۲۰۰ (۵) مہرکون آبی دوم ۱۵ مرلے موجودہ قیمت -/۴۵۰۰ (۶) ڈیمڈار غنگ ۵۷ مرلے موجودہ قیمت -/۸۷۰۰ (۷) مکان رہائشی و صحن موجودہ قیمت -/۹۹۶۰ کل میزان -/۴۲۴۰۰ روپے ہیں میری وفات پر جو میرا ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس کے علاوہ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائیداد پیدا کرلوں گی تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتی رہوں گی۔ میرا حق مہر بذمہ خاوند مکرم ملک عبدالرحمٰن ہے جو مبلغ -/۱۰۰ روپیہ ہیں۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

میرا رہن سہن سادہ ہے اور غریب نہ ہے میرا خاوند محنت مزدوری کرتا ہے میں اپنی حیثیت کے مطابق مبلغ -/۱۵۰ روپیہ خورد و نوش (کھانے پینے) کے ماہوار اخراجات پر حصہ آمد ادا کرتی رہوں گی انشاء اللہ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا

گواہ شد — الامۃ — گواہ شد

عبدالحکیم وانی جنرل سیکرٹری آسنور — جانہ بیگم آسنور — نعمت اللہ لون صدر جماعت

وصیت نمبر ۱۴۹۲۳ :- میں امۃ الحئی بنت مکرم شیخ عبدالقدیر صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴ جولائی ۹۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ و غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے اس وقت خاکسار نصرت گرلز کالج قادیان میں بطور لیکچرر ملازمت کر رہی ہے۔ جس سے ماہوار تنخواہ مبلغ -/۱۲۵۰ روپے ماہوار مل رہی ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد میں کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا

گواہ شد — الامۃ — گواہ شد

شیخ عبدالقدیر والد موصیہ — امۃ الحئی — شاہد احمد قاضی

وصیت نمبر ۱۴۹۴۳ :- میں سفیر احمد صاحب شمیم ولد مکرم مولوی عبدالمطلب صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰/۷/۹۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد غیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ چار مرلہ زمین پر ایک چھوٹا سا مکان ہے جس کے ہم پانچ بھائی حصہ دار ہیں۔ یعنی میرا اس مکان میں ۱/۵ حصہ ہے جو قادیان میں واقع ہے اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔

اس کے بعد اگر میں کوئی جائیداد پیدا کروں گا تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دوں گا اور اس پر بھی ۱/۱۰ حصہ جائیداد ادا کروں گا۔ میری وفات پر اگر کوئی مزید جائیداد ثابت ہوگی۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اس وقت میری ماہوار آمد -/۱۴۲۰ روپیہ ہے اس پر ۱/۱۰ حصہ آمد خاکسار تحریر وصیت سے ادا کرے گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل تصور کی جائے۔

میں اقرار شرعی و قانونی کرتا ہوں کہ مجھے یا میرے کسی وارث کو کسی حالت میں کبھی بھی یہ حق نہ ہوگا کہ اپنے ادا کردہ چندہ وصیت یا ادا کردہ حصہ جائیداد کی واپسی کا مطالبہ کریں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ آمین

گواہ شد — العبد — گواہ شد

عبدالرحمٰن ناصر — سفیر احمد شمیم — جمیل احمد

وصیت نمبر ۱۴۹۴۶ :- میں مبشر احمد بٹ ایم۔ اے ولد مکرم نور محمد صاحب بٹ قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۲/۹۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

اس وقت میری منقولہ و غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں اس وقت میری ماہوار آمد -/۱۷۴۷ روپے ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں گا تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

بمطابق قاعدہ نمبر ۴۴ میں اقرار قانونی و شرعی کرتا ہوں کہ مجھے اور میرے ورثاء کو کسی حالت میں کبھی بھی یہ حق نہ ہوگا کہ ادا کردہ چندہ وصیت یا ادا کردہ حصہ جائیداد کی واپسی کا مطالبہ کریں۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ العمل سمجھی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد

دلاور خاں — مبشر احمد بٹ — مظہر احمد

وصیت نمبر ۱۴۹۴۸ :- میں اسد اللہ شاہ ولد مکرم غلام محمد صاحب شاہ مرحوم قوم شاہ پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۷۶ء ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸/۲/۹۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ خاکسار کی اس وقت منقولہ جائیداد جو کشمیر میں صرف ایک مکان جس کی اس وقت مالیت -/۲۰۰۰۰ روپے ہوگی۔ لیکن تا حال کشمیر کے حالات کے باعث میرے تصرف میں نہیں ہے جب بھی میرے تصرف میں آئے گا اور اسے فروخت کیا جائے گا تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس کے علاوہ مجھے اس وقت ماہوار -/۱۰۰۰ روپے کی آمد ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ آئندہ جب کبھی میری جائیداد یا آمد میں اضافہ ہوگا تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دینے کا پابند رہوں گا۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد — العبد — گواہ شد

مبارک احمد بٹ قادیان — محمد اسد اللہ شاہ قادیان — ظہیر احمد خادم قادیان

وصیت نمبر ۱۴۹۵۸ :- میں طاہر احمد بزر ولد مکرم محمد الدین بزر درویش قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۲/۹۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

تائید و نصرت الٰہی کا ایک ایمان افروز واقعہ

از مکرم قاضی عبد الحمید صاحب درویش قادیان

یہ ۳۵ یا ۱۹۳۶ء کا واقعہ ہے ان دنوں ہم لاہور میں ہی رہائش رکھتے تھے۔ ان ہی دنوں ہمارے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلسے کا انعقاد ہونے والا تھا جس کی پبلسٹی کے لئے جماعت نے بڑے سائز کے پوسٹر چھپوا رکھے تھے جو دیواروں پر چسپاں کرنے تھے۔ جلسہ کے انعقاد سے چند روز قبل اشتہار چسپاں کرنے کا پروگرام تھا۔ چنانچہ جس روز پروگرام تھا اُس روز خاکسار اور خاکسار کے والد محترم دہلی دروازہ لاہور کی مسجد میں شام کی نماز ادا کرکے اپنے حلقہ کے صدر مکرم منشی شمس الدین صاحب جو ہائیکورٹ میں ریڈر کے عہدہ پر فائز تھے اور لاٹھی چلانے کے بھی اُستاد تھے کے گھر پہنچ گئے۔ کیونکہ اشتہار چسپاں کرنے کا پروگرام وہاں سے ہی شروع ہونا تھا۔ اور اُن کا گھر چینیاں والی مسجد ڈبی بازار لاہور کے قریب تھا۔ ہمارے جانے سے قبل اور دوست بھی وہاں پہونچے ہوئے تھے۔ چنانچہ ہمارے جانے کے کچھ دیر بعد صدر حلقہ نے موجود احباب کو مختلف گروپوں میں تقسیم کرکے اُن کے ذمہ ایریا سے جہاں انہوں نے اشتہار چسپاں کرنے تھے آگاہ کردیا۔ ہمارے گروپ کے ذمہ بازار چونے منڈی سے لیکر لائی سجان خان اور اندرون شیرانوالہ گیٹ کے علاوہ باہر سرکلر روڈ کا اتنا قدر ایریا تھا جہاں ہم نے اشتہار چسپاں کرنے تھے۔ ہمارا گروپ چھ افراد پر مشتمل تھا۔ جن میں ہمارے صدر حلقہ مکرم منشی شمس الدین صاحب بھی بنفس نفیس شامل تھے۔ اشتہار چسپاں کرنے کا پروگرام پہلے رات دو بجے کا تھا۔ تاکہ اُنہیں کوئی پھاڑ یا اُتار نہ سکے۔ مگر بعض افراد کے مشورہ پر کہ یہ کام بجائے دو بجے کے بعد شروع کرنے کے کیوں نہ بارہ بجے سے ہی شروع کردیا جائے کیونکہ دو بجے کے بعد کام شروع کرنے کی وجہ سے کافی دیر ہوجائے گی ۔

چنانچہ آخر یہی طے پایا کہ بارہ بجے سے ہی یہ کام شروع کردیا جائے۔ کیونکہ اشتہار چسپاں کرنے کے سامان کا انتظام کرتے کرتے بارہ بجنے کے قریب کا وقت ہوگیا تھا۔ اور اس وقت بھی کوئی شاذ ہی آدمی بازار میں نظر آتا تھا۔ چنانچہ اس فیصلہ کے بعد سب احباب اپنے اپنے حصّہ کے اشتہار اور ضروری سامان ساتھ لیکر اپنے اپنے ایریا کی طرف چل پڑے۔ ہر ایک گروپ کا ایک امیر مقرر کیا گیا تھا اور ہمارے امیر مکرم منشی شمس الدین صاحب ہی تھے۔ چنانچہ سب شہر کے مختلف کوچوں سے ہوتے ہوئے بازار چونے منڈی میں آگئے اور امیر صاحب کی ہدایت پر مختلف جگہوں پر اشتہار چسپاں کرنے کا کام شروع کردیا۔ مکرم والد صاحب نے اشتہار پکڑ رکھے تھے۔ ایک کے پاس تین چار ڈنڈوں والی سیڑھی اور ایک نے لئی والی بالٹی اُٹھا رکھی تھی۔ اور ایک اشتہار لگانے والا۔ خاکسار کی ڈیوٹی مکرم والد صاحب سے اشتہار لیکر لئی لگوا کر دوسرے کے سپرد کرنا تھی اور وہ اشتہار چسپاں کرنے والے کو دیتا اور وہ اُسے دیوار پر چسپاں کر دیتا۔ بس اسی طرح اشتہار چسپاں کرتے کرتے جب ہم چوک چونے منڈی میں پہنچے تو وہاں ایک دودھ بیچنے والے کی دکان ابھی تک کھلی تھی۔ اور دکان پر دکاندار کے علاوہ تین اور نوجوان قریباً ۲۵، ۲۶ سال کی عمر کے جو صحت اور جسم کے لحاظ سے اچھے خاصے پہلوان لگتے تھے بیٹھے باتیں کر رہے تھے جو شاید دکان پر دودھ پینے کے لئے آئے تھے۔ انہوں نے جب ہمیں اشتہار چسپاں کرتے دیکھا تو وہ تینوں ہی اُٹھ کر ہماری طرف آگئے اور پوچھنے لگے کہ یہ کیسے اشتہار ہیں ہم نے ان کو کہا کہ یہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلسہ کے اشتہار ہیں جو تین روز بعد دہلی دروازہ کے باہر باغ میں ہونے والا ہے۔ اس پر پہلے تو وہ خاموش رہے مگر جب اُن میں سے ایک نے یہ کہا کہ یہ تو قادیانیوں کے جلسہ کے اشتہار ہیں تو وہ ایک دم اشتعال میں آگئے اور کہنے لگے کہ یہ اشتہار تو ہم ہرگز چسپاں نہیں ہونے دیں گے اور ہمارے کچھ لگے ہوئے اشتہاروں کو اتارنے اور پھاڑنے لگ گئے۔ اس پر ہم نے اُن کو کہا کہ دیکھو یہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے جلسہ کے اشتہار ہیں اور تم بھی خدا کے فضل سے مسلمان ہو اور تم بھی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہو اس لئے تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے مگر انہوں نے مخالفت کے جنون میں ہماری ایک نہ سُنی اور ہمارے چسپاں کئے ہوئے اشتہاروں کو اتارنے اور پھاڑتے ہی رہے۔ جب ہم نے یہ دیکھا کہ یہ تو اپنی حرکت سے باز نہیں آرہے تو ہم نے اُن کی پہونچ سے کچھ اونچے اشتہار چسپاں کرنے شروع کردیئے۔ جب انہوں نے یہ دیکھا کہ اب اشتہار اتارنے یا پھاڑنے کا کام ہماری پہونچ سے باہر ہوگیا ہے تو اُن میں سے ایک دوڑ کر گیا اور دودھ والے کی دکان سے ایک کفگیر اُٹھا لایا اور اُس کی مدد سے ہمارے لگے ہوئے اشتہار اتارنے اور پھاڑنے شروع کردیئے۔ مگر ہم نے اُن سے اس معاملہ میں کوئی مزاحمت نہ کی اور متواتر اشتہار چسپاں کرتے چلے گئے یہاں تک کہ ہم شیرانوالہ گیٹ کے اندر پہونچ گئے۔ اور وہ تینوں بھی اشتہار اتارنے اور پھاڑتے ہوئے وہاں پہنچ گئے۔ مگر جب انہوں نے یہ دیکھا کہ ہمارے اشتہار پھاڑنے اور اتارنے کے باوجود یہ لوگ اشتہار چسپاں کرتے ہی جاتے ہیں تو انہوں نے ارادہ کیا کہ کیوں نہ ان سے اشتہار چھین کر پھاڑ دیئے جائیں اور ان کا اشتہار چسپاں کرنے کا سامان بھی اِدھر اُدھر پھینک دیا جائے چنانچہ وہ تینوں ہی ہم پر اشتہار چھیننے اور سامان اِدھر اُدھر پھینکنے کے لئے جھپٹ پڑے۔ چنانچہ ان میں سے ایک تو مکرم والد صاحب کی طرف لپکا اور اُن سے اشتہار چھیننے کی کوشش کرنے لگا اور انہوں نے وہ اشتہار اپنی بغل میں ایسے دبائے کہ ہزار کوشش کے باوجود وہ اُن سے چھین نہ سکا۔ حالانکہ طاقت کے لحاظ سے وہ ان سے کہیں زیادہ تھا۔ اسی طرح دوسرا جو اشتہار چسپاں کرنے والوں کی طرف لپکا وہ بجائے اس کے کہ وہ اُن سے کوئی چیز چھین سکتا اُن میں سے اشتہار چسپاں کرنے والے نے اُسے اپنے کلاوے میں لے لیا اور دھکیلتا ہوا اُسے ایک گہری نالی کی طرف لے گیا اور قریب تھا کہ اُسے اُس میں دھکیل دیتا اور باوجود انتہائی کوشش کے وہ اُس سے چھٹکارا نہ پاسکا۔ اور خوفزدہ ہوگیا۔ تیسرا خاکسار کی طرف لپکا اور آتے ہی خاکسار کو اس زور کا تھپڑ رسید کیا کہ ایک تو خاکسار کی پگڑی اُچھل کر دور جا پڑی دوسرے خاکسار کا ایک دانت جو معمولی ہلتا تھا تھپڑ لگنے کی وجہ سے اُکھڑ کر کہیں باہر جا پڑا۔ اس سے قارئین کرام اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ کتنے زور کا تھپڑ تھا جس سے خاکسار کا معمولی ہلتا ہوا دانت اُکھڑ کر کہیں باہر جا پڑا۔ مگر خدا جانتا ہے کہ خاکسار کو اس تھپڑ پڑنے کا ذرا احساس تک نہ ہوا کہ مجھے تھپڑ پڑا ہے اور دانت نکلنے کا بھی کافی دیر بعد پتہ چلا جب کہ دانت نکلنے کی جگہ پر کچھ الجھن سی محسوس ہوئی تو خاکسار نے منہ میں اُنگلی ڈال کر دیکھا تو دانت کو غائب پایا۔ تھپڑ مارنے کے بعد جب وہ دوبارہ مارنے کے لئے خاکسار کی طرف آیا تو خاکسار نے اُسے صرف آگے آنے سے روکنے کیلئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو وہ ہاتھ اُسے ایسے لگا جیسے کسی زبردست طاقت نے اُسے زور کا دھکا دیا ہو جس سے وہ لڑھکتا ہوا دور جا گرا۔ اور خوفزدہ ہوگیا۔ اس موقعہ پر ہمارے مکرم منشی شمس الدین صاحب چاہتے تو اپنی لاٹھی کے دو چار ہاتھ دکھا کر اُنہیں کچھ نقصان پہنچا کر وہاں سے بھگا سکتے تھے مگر انہوں نے یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی کچھ مزاحمت نہ کی اور خاموشی سے کھڑے سب کچھ دیکھتے رہے مگر اس موقعہ پر خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کا کرشمہ یوں ظاہر فرمایا کہ یہ سب کچھ ہونے کے بعد اُن پر ہمارا کچھ رُعب ایسا طاری ہوا جس سے ایسے خوفزدہ ہوئے کہ وہ تینوں ہی ہمارے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے اور نہایت لجاجت

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر

اَے لجنہ اماءِ اللہ　اَے لجنہ اماءِ اللہ

اَے لجنہ اماء اللہ اے لجنہ اماء اللہ

خامہ میرا کہتا ہے کہ ناصرہ بسم اللہ　تائیدِ الٰہی سے ہو ذکرِ اماءِ اللہ
آقا کی عنایت کا کچھ تذکرہ ہو جائے　ایسا کہ پکار اُٹھیں سب تمہیں جزاک اللہ
وہ محسنِ نسواں تھا محمود رضی اللہ

اَے لجنہ اماء اللہ　اے لجنہ اماء اللہ

تعلیمِ خواتین کی جب اُس نے بنا ڈالی　سَن اُنّی سَو بائیس میں یہ لجنہ بنا ڈالی
اُمِّ ناصر تھیں تب پہلی صدر اُن کی　اور سیدہ اَمۃ الحیٔ سیکرٹری اُنکی
تیرا وہ بہی خواہ تھا محمود رضی اللہ

اَے لجنہ اماء اللہ　اے لجنہ اماء اللہ

یہ لجنہ اماء اللہ کیوں اُس نے بنائی تھی　سوچو تو ذرا بہنو کیا اس میں بھلائی تھی
کیوں ذہن میں یہ اُس کے تنظیم سمائی تھی　تجویز تھی بندے کی تقدیر خدائی تھی
غم خوار تھا وہ تیرا محمود رضی اللہ

اے لجنہ اماء اللہ　اے لجنہ اماء اللہ

تھی اِس کو تڑپ ہر آں تم دین کو اپناؤ　با علم و عمل بن کر اس نور کو پھیلاؤ
ایماں سے جو کورے ہیں سمجھو انہیں سمجھاؤ　تبلیغ کرو بہنو اللہ سے جزا پاؤ
راضی ہو خدا تم سے حاصل ہو رضاءِ اللہ

اَے لجنہ اماء اللہ　اے لجنہ اماء اللہ

تم ذکرِ رسول اللہ ہر دل میں سجا رکھو　اور شمعِ ایماں کو ہر وقت جلا رکھو
تم اپنی دعاؤں میں یاد اس کو سدا رکھو　محسن کی نصائح کو تم دل میں بٹھا رکھو
وہ محسنِ صادق تھا محمود رضی اللہ

اے لجنہ اماء اللہ　اے لجنہ اماء اللہ

قرآں کے حکموں کو تم دل سے بجا لاؤ　باپردہ رہو بُرقعہ سے نہ گھبراؤ
تقلید میں مغرب کی اِتنا تو نہ بہہ جاؤ　خالق سے ڈرو بہنو اور غیروں سے شرماؤ
زیور ہے حیا تیرا ہے سُخنِ رسول اللہ

اے لجنہ اماء اللہ　اے لجنہ اماء اللہ

پردہ کیا کرتی تھیں ازواجِ رسول اللہ　یہ حکم ہے قرآں کا سنّت ہے نبی اللہ
قرآں کی بنو عاشق ہو جاؤ مطیع اللہ　ہے دین کا خلاصہ یہ سُن لجنہ اماء اللہ
وہ مصلحِ دوراں تھا محمود رضی اللہ

اَے لجنہ اماء اللہ　اے لجنہ اماء اللہ

وابستہ ہیں اب تجھ سے اس قوم کی تقدیریں　شیطاں کو جکڑنے کی کچھ ایسی ہوں زنجیریں
سر جوڑ کے تم سوچو اصلاح کی تدبیریں　تا غلبہ ہو باطل پہ گونجیں وہی تکبیریں
تھا فضلِ عمر پیارا محمود رضی اللہ

اے لجنہ اماء اللہ　اے لجنہ اماء اللہ

پھر طارق و خالد سے جرنیل ہوں اب پیدا　پھر رابعہ خولہ سی ہوں عاشقِ رب پیدا
اِس دنیائے فانی سے ہو نفرت کب پیدا　مولا سے لگا لو دل پیار اُس کا ہو تب پیدا
کہتا یہی رہتا تھا محمود رضی اللہ

اے لجنہ اماء اللہ　اے لجنہ اماء اللہ

تعلیم یہ قرآں کی احکامِ خدا دیتی　تفسیر سناتے ہیں یہ حضرتِ طاہر بھی
اور مریم صدیقہ محبوب صدر سب کی　کہتی ہے یہی باتیں یہ ناصرہ عاجز بھی

خطبات میں کہتے تھے یہی چودھری ظفر اللہ

اے لجنہ اماء اللہ　اے لجنہ اماء اللہ

(عاجزہ ناصرہ ندیم لندن)

> "قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"
> (المصلح الموعود رض)

ہفتہ قرآن مجید کا بابرکت انعقاد　بقیہ صفحہ ۱۱

✿ جماعت احمدیہ بھدرواہ کو یکم تا سات جولائی ہفتہ قرآن مجید منانے کی سعادت ملی شاندار طریق پر قرآن مجید کے حقائق و معارف پر تقاریر ہوئیں

✿ جماعت احمدیہ چارکوٹ نے ہفتہ قرآن مجید کے سلسلہ میں ایک جلسہ منعقد کیا جس میں تلاوت و نظم خوانی کے بعد تین تقاریر قرآن مجید کی برکات و تعلیمات پر ہوئیں صدارتی خطاب کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

✿ جماعت احمدیہ بھقہ پیریم نے ۹ رتا ۱۵ ر جولائی ہفتہ قرآن مجید منایا روزانہ بعد نماز مغرب احمدیہ مسجد میں ایک اجلاس منعقد ہوتا جس میں کثیر تعداد میں احباب و مستورات نے شرکت کی اور قرآن مجید کی تعلیمات و برکات سے استفادہ کیا۔

✿ جماعت احمدیہ پنکال نے ۷ رتا ۱۳ ر جولائی ہفتہ قرآن مجید منایا تلاوت و نظم کے بعد روزانہ قرآن مجید کے تعلق سے مختلف عنوانات پر روشنی ڈالی گئی۔ آخر پر جملہ حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

✿ لجنہ اماء اللہ کانپور نے ہفتہ قرآن مجید کے سلسلہ میں ۱۳ ر جولائی کو ایک جلسہ منعقد کیا تلاوت و نظم کے بعد فضائل قرآن مجید روحانی تاثیرات و تعلیمات کے عنوانات پر تقاریر ہوئیں۔ اسی طرح ایک ہفتہ تعلیم القرآن کلاسز لگائی گئیں لجنہ کے اجلاس کے بعد ناصرات کا بھی ایک جلسہ منعقد ہوا۔

✿ لجنہ اماء اللہ چنتہ کنٹہ نے ہفتہ قرآن کریم کے سلسلہ میں ۹ ر جولائی کو بعد نماز جمعہ ایک جلسہ منعقد کیا جس میں محاسن و برکات قرآن مجید پر تقاریر ہوئیں۔

وصـــــایا　بقیہ صفحہ ۱۲

کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔

میں صدر انجمن احمدیہ کا ملازم ہوں۔ اس وقت مجھے ماہوار مبلغ ایک ہزار روپیہ تنخواہ ملتی ہے میں اس کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہوں گا۔ اگر میں نے کوئی آمد پیدا کی تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا۔

اس وقت میری کوئی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے اگر کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	العبد	گواہ شد
ملک محمد مقبول طاہر قادیان	طاہر احمد بدر قادیان	راشد حسین قادیان

تائید و نصرت الٰہی کا ایک ایمان افروز واقعہ　بقیہ صفحہ ۱۳

سے معافی مانگنے لگ گئے اور کہنے لگ گئے کہ ہم سے سخت غلطی ہوگئی ہے ہمیں معاف کر دیا جائے اور نہ صرف معافی ہی مانگنے لگے بلکہ یہ کہنے لگ گئے کہ باقی اشتہار ہم کو دے دیں اب ہم خود اپنے یہ اشتہار لگائیں گے اور نہ صرف لگائیں گے بلکہ انکی حفاظت بھی کریں گے جبتک آپکا جلسہ نہ ہوجائے کوئی انہیں اتارے یا پھاڑے گا نہیں۔ اسپر ہم سب حیران ہوگئے کہ ان کو کیا ہوگیا ہے۔ لہذا ہم نے اُن کے اس طرح کہنے پر اُن کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ نہیں اشتہار تو ہم خود ہی چسپاں کریں گے باقی تم اپنے اس وعدہ پر قائم رہنا کہ انہیں کوئی پھاڑ یا اتار نہ سکے جب تک کہ ہمارا جلسہ ہو جائے۔ اس پر انہوں نے پورے وثوق سے ہمیں یقین دلایا کہ آپ بالکل فکر نہ کریں ہماری موجودگی میں آپکے اشتہار کو کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ چنانچہ اُن میں سے جس نے مجھے تھپڑ مارا تھا آگے آیا اور خاکسار کی پگڑی جو ابھی تک زمین پر پڑی تھی اُٹھا کر سر پر رکھی جسپر خاکسار نے اُس کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد وہ تینوں ہی ہاتھ کے اشارہ سے ہمیں سلام کرکے واپس چلے گئے اور ہم اپنے کام میں مشغول ہوگئے چنانچہ انہوں نے واقعی اس کی حفاظت کی

بقیہ صفحہ ۲۲

جو۔ پس جو حالات پیش آئے یقیناً خدا تعالیٰ کی عظیم الشان تائید ہے

منقولات ــ بقیہ صفحہ (۲)

میں جہاں احمدی اور غیر احمدی سالہا سال سے اپنی میتیں دفن کرتے چلے آرہے تھے ، لے گئے ۔ ابھی قبر کھودی جا رہی تھی کہ ڈی ایس پی ٹوبہ ٹیک سنگھ بمع پولیس کے موقع پر پہنچ گئے ۔ اور یہ کہہ کر کھدوائی رکوا دی کہ اس قبرستان میں آپ قانوناً کسی احمدی میت کو دفن نہیں کر سکتے ۔ آپ نعش کو اپنے کھیتوں میں دفن کریں ۔ مرحوم کے عزیز و اقارب نے کہا کہ ہم مدتوں سے اپنے عزیز و اقرباء کی نعشوں کو یہاں دفن کرتے آئے ہیں اب کیوں نہیں کر سکتے ۔ جس پر پولیس نے کہا کہ پہلے لوگوں کو اعتراض نہ تھا اب مولوی صاحبان اعتراض کر رہے ہیں ۔ چنانچہ نعش کو وہاں دفن ہونے سے روک دیا گیا ۔ اس لئے مجبوراً نعش کو ربوہ لے جایا گیا اور وہاں تدفین ہوئی ۔ (الفضل انٹرنیشنل لندن ۳۰ ؍ ۷ ؍ ۹۳)

پاکستان میں مُلا کفر کے قوانین کا خود غرضانہ مقاصد کیلئے استعمال کر رہے ہیں

بیگم بے نظیر بھٹو

اسلام آباد ۲۱ اگست ۔ (اے این آئی) پاکستان پیپلز پارٹی کی شریک صدر بے نظیر بھٹو نے بنیاد پرستوں کی مذمت کی ہے جو طبقاتی اور ذاتی بدلہ لینے کے لئے کفر کے خلاف قوانین کا ناجائز استعمال کر رہے ہیں ۔

پاپولر ماہانہ رسالہ وینٹی فیئر کے تازہ شمارہ میں عالم اسلام میں عورتوں پر ایک مضمون میں پیپلز پارٹی کی لیڈر نے الزام لگایا ہے کہ موجودہ سرکار نے غیر مسلمانوں کو کسی اہم ووٹنگ کے حق سے محروم کر دیا ہے اور کفر کے خلاف نئے قوانین سے ان کو دہشت زدہ کر دیا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ کفر کے بارے قوانین میں کہا گیا ہو یا نہ میں ایسے کسی شخص کو پسند نہیں کرتا جو اقلیتی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو ۔ میں پولیس کو بلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ ان کے پاس کفر بارے قوانین ہیں جن کی رو سے صرف ایک مسلمان کی شہادت کی ضرورت ہے ۔

مسز بھٹو نے کہا کہ ان قوانین کی وجہ سے ہندو اور عیسائی ڈر میں رہ رہے ہیں ۔ تاہم انہوں نے احمدیہ فرقہ کے ممبروں کا ذکر نہیں کیا ۔ جن کے خلاف اس بنا پر کارروائی کی گئی ہے ۔

مسز بھٹو نے خون کے دھن کے قوانین پر بھی نکتہ چینی کی ۔ جو عورتوں کو ورثہ میں ملا دھن بھائیوں اور چاچاؤں کو دینے پر مجبور کرتے ہیں ۔ انہوں نے عورتوں کی بردہ فروشی کی رپورٹوں کی بھی تصدیق کی اور کہا کہ بنگال سے لڑکیاں لائی جاتی ہیں ۔ اور پاکستان میں غلاموں کے طور پر فروخت کر دی جاتی ہیں ۔

مسز بھٹو نے میگزین کو بتایا کہ جب بنیاد پرست کچھ چیز چاہتے ہیں تو وہ قرآن کی اپنے مقصد کے مطابق تشریح کر لیتے ہیں چاہے معاملہ سور کے ممنوعہ گوشت کھانے کا ہو ۔ مُلاؤں نے یہ ساری ریاکاری کی ہے ۔

مسز بھٹو نے کہا کہ بنیاد پرستوں کی کامیابی کے دو اسباب ہیں ۔ ایک تو سکڑتی دنیا میں پہچان قائم رکھنے کا معاملہ ہے ۔ جہاں اعصابی جنگ ختم ہونے کے بعد سب پیغام مغرب سے آتے ہیں جب دوسرے دبشتوں کا غلبہ ہے تو اس کے ردِ عمل میں اپنے کلچر کی حفاظت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے ۔ دوسرے کمیونسٹوں کا اثر و رسوخ روکنے کے لئے تاناشاہی سرکاریں قائم ہوئیں ۔ سیاسی پارٹیوں پر پابندیاں عائد کی گئیں مسجدوں کو فنڈ دیئے گئے ۔ مسجدوں کے مُلا طاقت ور بن گئے ۔ اور انہوں نے نیا سدھانت شروع کیا ۔ وہ تھا کہ مُلا ہی باقی سب کے لئے موزوں ہے ۔

مسز بھٹو نے کہا کہ ایران سے سعودی عرب تک خطہ میں جس حکومت نے مذہب کا کارڈ کھیلا ۔ وہ مذہبی طاقت کا یرغمال بن گئی ۔ انہوں نے کہا کہ ان کے والد نے اپنے زوال سے پہلے مُلاؤں کو خوش کرنے کے لئے شراب نوشی اور جوئے بازی پر پابندی لگا دی ۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس نے دروازہ کھول دیا ۔ اور اس کے بعد جنرل ضیاء آئے اور مسلم مُلاؤں کے ساتھ مل کر شرعی قوانین لاگو کر دیئے ۔

مسز بھٹو نے کہا کہ خطہ میں اور غالباً ساری دنیا میں اس وقت سب سے بڑی تباہی آئی جب سی آئی اے نے روسیوں سے لڑنے کے لئے افغانستان میں دائیں بازو کے اسلامی گروپوں کو ۳۰ لاکھ ڈالر کے فنڈ دینے کا فیصلہ کیا ۔ اور یہ فنڈ بنیاد پرستوں کو ملے ۔

(روزنامہ ہندسماچار جالندھر ۲۲ ؍ اگست ۱۹۹۳ء)

جماعت احمدیہ کا پاکستان کو احتجاجی خط

امرتسر ۱۱ ستمبر (پ ٹ ا) جماعتِ احمدیہ نے صدر پاکستان شری وسیم سجاد اور قائم مقام وزیر اعظم شری معین قریشی سے درخواست کی ہے کہ وہ ۸۴ء کے ضیاء الحق دور کے احمدی مخالف آرڈیننس کو منسوخ کریں ۔ جس کے تحت احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے ۔ صدر انجمن احمدیہ نے (آگے مسلسل کالم ۳،۴)

پاکستان کی سپریم کورٹ میں دائر مختلف پٹیشنوں کو رد کرنا سیاسی مفاد پرستی قرار دیتے ہوئے کہا کہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے ساتھ نماز پڑھنے کلمہ طیبہ کے استعمال کی بھی مناہی کی گئی ہے پاکستان کے صدر کو ارسال کردہ احتجاجی خط میں جماعت احمدیہ قادیان کے ناظر امور عامہ شری منیر احمد حافظ آبادی کے دستخط ہیں ۔ یہ خط بذریعہ پاکستان ہائی کمشنر بھیجا گیا ہے ۔

(ہندسماچار جالندھر ۱۲ ؍ ستمبر ۱۹۹۳ء)

احمدیّت زِندہ باد

احمدیّت زندہ باد ، احمدیّت زندہ باد
احمدیّت زندہ باد ، احمدیّت زندہ باد

آج چراغاں ہر گھر میں ہے   آج خوشی ہر دِل میں ہے
نئی صدی میں ہم داخل ہیں   شُکر خُدا کا ہر دِل میں ہے

احمدیّت زِندہ باد ، احمدیّت زِندہ باد

پرچم ہم اِسلام کا ہر دم   دُنیا میں لہرائیں گے
کانٹے چاہے لاکھ بِچھا دو   قدم بڑھاتے جائیں گے

احمدیّت زِندہ باد ، احمدیّت زِندہ باد

ایسی قوم بھی ہے دُنیا میں   جو کلمہ مِٹواتی ہے !
کلمہ جو لب پر لائے گا   جیل اُسے بِھجواتی ہے !

احمدیّت زِندہ باد ، احمدیّت زِندہ باد

حق کو اب پہچانو لوگو   اور کہاں ایمان ہے لوگو
قدر جہاں کلمے کی نہ ہو   خاک وہاں اِسلام ہے لوگو

احمدیّت زِندہ باد ، احمدیّت زِندہ باد

لب پر کلمہ سدا رہے گا   یہ اپنا اِک وعدہ ہے
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ   مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

احمدیّت زِندہ باد ، احمدیّت زِندہ باد

ناصر علی عثمان ۔ قادیان

نوٹ :- یہ نظم عزیز ناصر علی عثمان صاحب بی.کام آف قادیان نے صد سالہ جوبلی جشن کے لئے لکھی تھی جو امسال جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر پڑھی گئی ۔ (ادارہ)

خُلاصہ خُطبہ جُمعہ ــ بقیہ صفحہ اوّل

تَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ یعنی تم بری باتوں سے روکتے ہو ۔ اس میں بڑی گہری حکمت ہے ۔ اگر اسے پا لیا جائے تو انقلابات کی کامیابی و ناکامی کا راز مل جائے گا ۔ قرآن فرماتا ہے کہ اچھی چیز پہلے دیں پھر اس کے بدلے بُرائی کو دور کریں ۔ اسلام بری باتوں کو اچھی باتوں سے بدلنے آیا ہے ۔ جب اعلیٰ اقدار قائم ہو جائیں گی تو بُرائیاں دُور کرنا نسبتاً آسان ہو جاتا ہے ۔ آیتِ قرآنی کا ترجمہ کرتے ہُوئے حضور نے فرمایا کہ تم اس لئے بہتر اُمت نہیں کہ بدیاں مٹاتے ہو بلکہ اس لئے بہتر ہو کہ بہتر نظام لے کر آئے ہو ۔ فرمایا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایمان کے بغیر بھی ہو سکتا ہے ۔ مگر ایمان کے ساتھ ہو تو اس کی اَور ہی شان ہے ۔

حضور نے بصیرت افروز خطبہ میں فرمایا کہ آپ کا آغاز خیرِ اُمت کے نام سے ہُوا ہے ۔ اور خیر کی اعلیٰ مثال ایمان کو قرار دیا گیا ہے ۔ خیر کی تعریف ہی دراصل ایمان ہے ۔ صاحبِ ایمان اللہ کے حوالے سے سوچتا ہے تو اس میں اعلیٰ شان اور اعتماد پیدا ہو جاتا ہے ۔ پس ہمارا سفر ایمان کی تلقین پر ختم ہوتا ہے اس سے پہلے نہیں اور دعوت اِلی اللہ کے مضمون کا اس آیت سے گہرا تعلق ہے اور اُمتِ محمدیہ قائم کرنے کا اعلیٰ مقصد یہی ہے کہ بنی نوعِ انسان کو ایمان عطا کرے اور ایمان سے پہلے نیکیوں کی دعوت دے ۔ حضور نے فرمایا کہ طبعی نتیجہ ہے کہ دوسروں کو نیک نصیحت کرنے سے اپنے نفس کی بھی اصلاح ہو جاتی ہے ۔ اور رفتہ رفتہ انسان خوبیاں اپنانے لگتا ہے ۔ اِسی طرح بدیوں سے روکنے والا خود ان سے بچنے لگتا ہے ۔ پس ایک طرف قرآن نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا ۔ اور دُوسری طرف ان پر عمل کرنے کی ہدایت کی ۔ پس سوائے اِس کے اَور کوئی راہ نہیں کہ انسان سیدھا ہو جائے یہی صراطِ مُستقیم ہے ۔

حضور نے فرمایا کہ میں جماعت کو بار بار دعوت اِلی اللہ کی طرف (آگے دیکھئے صفحہ ۱۶ کالم ۳،۴)

جالندھر میں آل انڈیا سمال نیوز پیپرز کونسل کی دو روزہ کانفرنس

جالندھر — ۱۱-۱۲ ستمبر کو جالندھر میں ہندوستان بھر کے چھوٹے اخبارات کے مدیران کی دو روزہ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں پنجاب کے علاوہ مختلف صوبہ جات سے تین صد کے قریب اُردو - ہندی - پنجابی اور انگریزی اخبارات کے مدیران اور اُن کے نمائندگان نے شرکت کی ۔

دو روزہ کانفرنس میں چار نشستیں منعقد ہوئیں - جن میں اوروں کے علاوہ پنجاب کے وزیر سردار مہندر سنگھ کے.پی. اور بلونت سنگھ راموالیہ ممبر اقلیتی کمیشن نے بھی خطاب کیا ۔ دوسرے دن کے آخری اجلاس کے مہمانِ خصوصی سردار اقبال سنگھ ممبر پارلیمنٹ تھے ۔

۱۲ ستمبر کے روز مکرم منیر احمد صاحب خادم ایڈیٹر بدر مع مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی پرنٹر و پبلشر، مکرم تنویر احمد صاحب خادم مبلغِ سلسلہ اور مکرم مولوی محمد ایوب صاحب ساجد مبلغِ سلسلہ شریک ہوئے ۔ دُوسرے روز کے پہلے اجلاس کی صدارت کے لئے مکرم منیر احمد صاحب ایڈیٹر بدر سے درخواست کی گئی ۔ محترم موصوف نے اپنے صدارتی خطاب میں صحت مند صحافت کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور امن و صُلح کیلئے لکھنے پر زور دیا ۔ نیز فرمایا کہ قلم سے زخم کی بجائے مرہم کا کام لیا جائے ۔

اختتامی اجلاس میں بھی ایڈیٹر صاحب بدر کو بولنے کا موقع دیا گیا ۔ اس موقع پر مُدیران نے اپنے مسائل بھی رکھے جنہیں نوٹ کیا گیا ۔ اور ممبر پارلیمنٹ سردار اقبال سنگھ نے ان مسائل پر ہمدردانہ غور کا یقین دلایا ۔

سردار بے انت سنگھ سرحدی پریذیڈنٹ آل انڈیا سمال نیوز پیپرز کونسل اور جناب اوم پرکاش کھنہ کانفرنس کے نہایت عمدہ انتظامات کے لئے شکریہ کے مستحق ہیں ۔

اختتام پر تمام مُدیران اور نمائندگان کو MOMENTO پیش کئے گئے ۔ اس تقریب کو ۱۲ ستمبر کی رات ٹیلی ویژن پر بھی دکھایا گیا ۔

(اِدارہ)

خلاصہ خطبہ جمعہ

صفحہ ۱۵ سے آگے

توجہ دلا رہا ہوں ۔ مگر ابھی اس طرف کما حقہٗ توجہ نہیں دی گئی - فرمایا مَیں نے پہلے اعلان کیا تھا کہ پہلے تین مہینے تربیت پر زور دیں ۔ آنے والوں کو سنبھالیں ۔ اکتوبر کے آخر تک تربیت کا دَور ہے ۔ اس طرف آپ کو توجہ دلاتا ہوں ۔ بہت اہم بات ہے کہ پھل پک رہے ہیں ۔ اور جو پھل خدا عطا فرما رہا ہے اُسے پہلے سنبھالیں اور دُوسری طرف تربیت کے بڑھتے ہوئے تقاضوں کی طرف ہم توجہ نہیں دے رہے ۔

حضور نے فرمایا کہ ان پھلوں کو سنبھالنے کی ایک ترکیب یہ ہے کہ انھیں مبلّغ بنا دیں ۔ جیسے آپ نصیحت کرتے ہیں تو آپ کے اندر ایک ناصح پیدا ہو جاتا ہے ۔ جب یہ ایمان کی طرف بُلائیں گے تو اُن کا ایمان بھی پختہ ہو جائے گا ۔ حضور نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریق کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ جتنی آپ تربیت دیں گے اتنا وہ آپ کے قریب ہوں گے ۔ اور جو زندگی آپ کی وساطت سے انہیں ملے گی وہ دُوسروں کو دیں گے ۔ اور یہ سلسلہ بڑی شان سے افریقہ میں جاری ہو چکا ہے ۔ اور آگے بڑھ رہا ہے ۔ خدا کے پیار کی ہوائیں چل رہی ہیں پاکستان میں مخالفت کے باوجود عوام کے خیالات میں پاک تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں ۔ خدا کے پیار کی یہ ہوائیں اب جھکڑ بن چکی ہیں جنہیں کوئی روک نہیں سکتا ۔ آپ اُن کے رُخ کے ساتھ چل پڑیں ۔ ان سے طاقت لیں پھر دیکھیں وہ انقلاب جو آپ دُور دیکھا کرتے تھے کس تیزی کے ساتھ آپ کی طرف بڑھے گا ۔

پس میرا یہی پیغام ہے کہ خیرِ اُمّت بن کر دکھائیں ۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی طرح نومبائعین کو ایمان کی گرمی سے زندہ کریں ۔ اور پھر آمادہ کریں کہ وہ دُنیا میں نکل جائیں ۔ یہ سلسلہ جاری کریں ۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ کس طرح دُنیا کا قبرستان زندگی کی آماجگاہ بن جائے گا ۔

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
نُقرا جیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN – 143516.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹرز:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ - ربوہ - پاکستان
PHONE:- 04524 – 649.

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS – EXPORTERS – IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE UP OF 100%
PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES AND SOLID
BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS: 4378/4 B. MURARI LAL LANE, ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992, 011-3282645.
FAX:- 91-11-3755121, SHELKA NEW DELHI.

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اور بہترین دُعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے ۔ (ترمذی)
C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM – 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

ارشادِ نبوی ﷺ
اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ
(اپنی اولاد کی عزت کرو)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶- نینگو لین - کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔"
(کشتی نوح)
NIR
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA – 700015.
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جُوتے

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
پائنی پولیمرز کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:-
43 – 4028 – 5137 – 5206